عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۶

۵ تا ۱۱ ذوالحج ۱۴۱۸ھ بمطابق ۳ تا ۹ اپریل ۱۹۹۸ء

شمارہ نمبر ۴۵-۴۶

گستاخِ رسولؐ کی سزا پر ایک بے جا اعتراض

قربانی کے فضائل و مسائل

قادیانی کلمہ

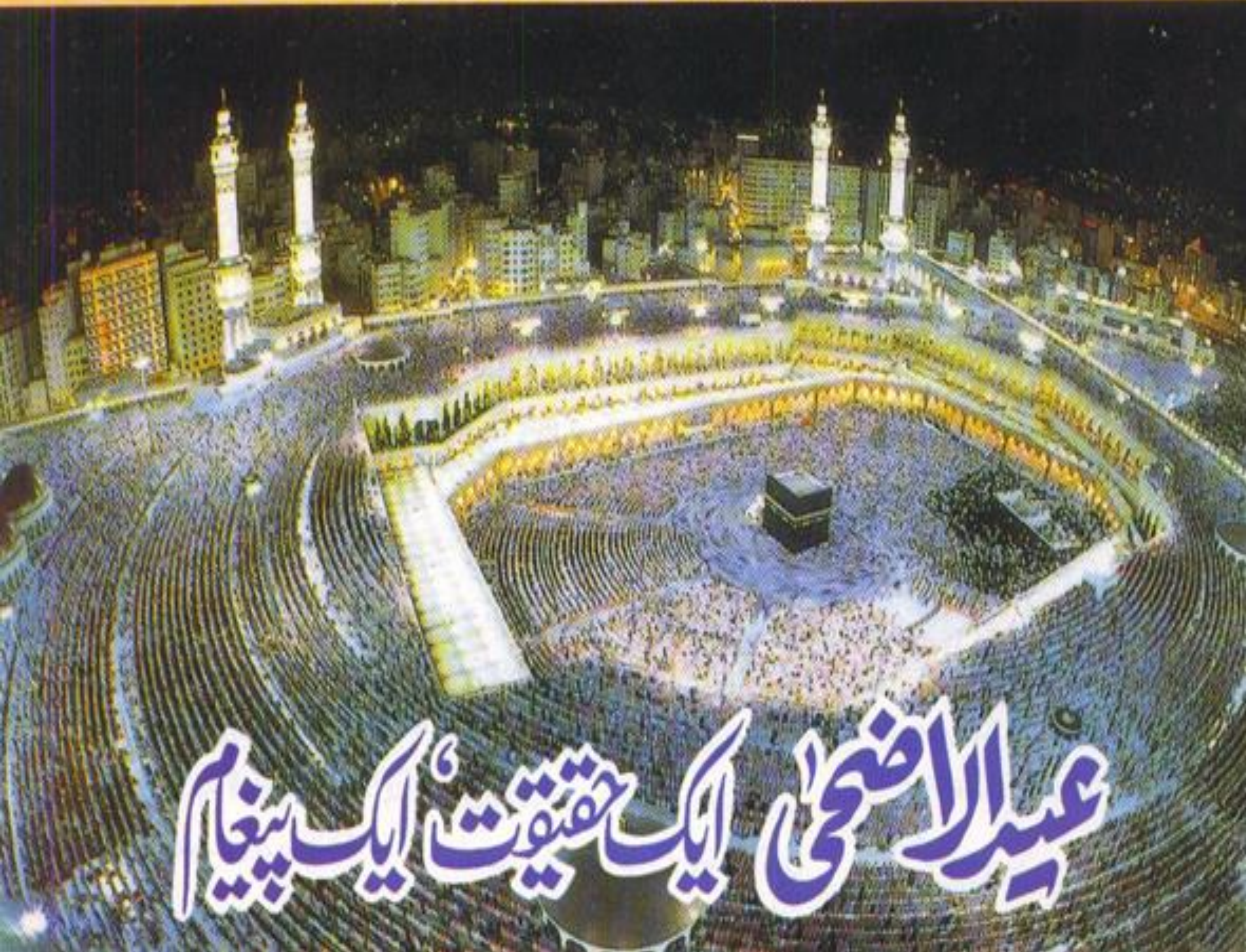

قربانی کے متفرق مسائل

جانور ادھار لیکر قربانی دینا:

س.... جس طرح دنیا کے کاروبار میں ہم ایک دوسرے سے ادھار لیتے ہیں' اور بعد میں وہ ادھار ادا کردیتے ہیں۔ کیا اسی طرح ادھار پر جانور لیکر قربانی کرنا جائز ہے؟

ج..... جائز ہے۔

قسطوں پر قربانی کے بکرے:

س.... چند روز سے اخبارات اور ٹی وی پر قربانی کے بکرے اور گائیں بک کرانے کا اشتہار آرہا ہے۔ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا قسطوں پر بکرایا گائے لیکر قربانی کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ برائے مہربانی اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں تاکہ میرا یہ مسئلہ حل ہوسکے اور دوسروں کو بھی شرعی حل معلوم ہوسکے۔

ج..... جس جانور کے آپ مالک ہیں اس کی قربانی جائز ہے' خواہ آپ نے نقد قیمت پر خریدا ہو' خواہ ادھار پر' خواہ قسطوں پر' مگر یہ بات یاد رہے کہ صرف جانور کو بک کرالینے سے آپ اس کے مالک نہیں ہوجاتے۔ اور نہ بک کرانے سے بیع ہوتی ہے۔ بلکہ جس دن آپ کو اپنی جمع کردہ رقم کے بدلے جانور دیا جائے گا تب آپ اس کے مالک ہوں گے۔

غریب کا قربانی کا جانور اچانک بیمار ہوجائے تو کیا کرے:

س.... زید نے اپنی قربانی کا جانور لیا ہوا تھا جو عیدالاضحیٰ سے ایک دو دن پہلے بیماری کی وجہ سے علیل ہوجاتا ہے پھر اس کو ذبح کرکے تقسیم کیا جاتا ہے کیا اس کی قربانی ہوگئی یا نہیں؟ اور زید بالکل غریب آدمی ہے ملازم پیشہ ہے جس نے اپنی تین چار ماہ کی تنخواہ میں سے رقم جمع کرکے یہ قربانی خریدی تھی اب اس قربانی کے ہلاک ہونے کے بعد اس کے پاس دوسری قربانی خریدنے کی گنجائش نہیں ہے اب یہ کیا کرے؟

ج..... اس کے ذمہ قربانی کا دوسرا جانور خریدنا لازم نہیں البتہ قربانی نہیں ہوئی لیکن ممکن ہے اللہ تعالیٰ نیت کی وجہ سے قربانی کا ثواب عطا فرمادے۔

قربانی کا بکرا خریدنے کے بعد مرجائے تو کیا کرے:

س.... ایک شخص صاحب نصاب نہیں ہے وہ بقرعید کے لئے قربانی کی نیت سے بکرا خریدتا ہے لیکن قبل از قربانی بکرا مرجاتا ہے یا گم ہوجاتا ہے ایسی صورت میں اس شخص پر دوبارہ بکرا خرید کر قربانی کرنا واجب ہے یا نہیں اور اگر وہ صاحب نصاب ہے بکرا مرجاتا ہے یا گم ہوجاتا ہے تو اس کو دوبارہ بکرا خرید کر قربانی دینا چاہئے یا نہیں؟

ج..... اگر اس پر قربانی واجب نہیں تو اس کے ذمہ دوسرا جانور خریدنا ضروری نہیں اور اگر صاحب نصاب ہے تو دوسرا جانور خریدنا لازم ہے۔

جس شخص کا عقیقہ نہ ہوا ہو کیا وہ قربانی کرسکتا ہے:

س.... ہمارے محلے میں ایک مولانا رہتے ہیں انہوں نے کہا کہ قربانی وہ انسان کرسکتا ہے جس کے گھر میں ہر بچے اور بڑے کا عقیقہ ہوچکا ہو مگر ہمارے گھر میں کسی کا بھی عقیقہ نہیں ہوا کیونکہ ہماری والدہ کہتی ہیں کہ وہ ہم سب کا عقیقہ اس کی شادی پر کردیں گی۔

ج..... مولانا صاحب کا یہ مسئلہ صحیح نہیں' عقیقہ خواہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو قربانی ہوجاتی ہے نیز مسنون عقیقہ ساتویں دن ہوتا ہے شادی پر عقیقہ کرنے کی "شرعاً" کوئی حیثیت نہیں۔

لاعلمی میں دنبہ کے بجائے بھیڑ کی قربانی:

س.... ہم نے گزشتہ عید کو قربانی کی' ہماری یہ پہلی قربانی تھی اس لئے ہم دھوکہ کھا گئے اور بجائے دنبہ کے بھیڑ لے آئے' بعد میں پتہ چلا کہ یہ دنبہ نہیں بھیڑ ہے اب آپ بتائیں کہ ہماری یہ پہلی قربانی بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی جائز ہے۔

ج..... اگر اس کی عمر ایک سال کی تھی تو قربانی ہوگئی کیونکہ دنبہ اور بھیڑ دونوں کی قربانی جائز ہے۔

س.... قربانی کے بکرے کی چربی سے اگر کوئی گھر میں صابن بنائے تو کیا یہ جائز ہے؟ اگر گناہ ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے اگر معلوم نہ ہو کہ یہ گناہ ہے؟

ج..... قربانی کے جانور کی چربی سے صابن بنالینا جائز ہے۔ کوئی گناہ نہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوت

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۴۵، ۴۶ — ۵ تا ۱۸ ذوالحج ۱۴۱۸ھ بمطابق ۳ تا ۱۶ اپریل ۱۹۹۸ء — قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد — فیصل عرفان

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- قادیانی کلمہ......(مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- گستاخ رسولؐ کی سزا پر ایک بے جا اعتراض (جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ) ۸
- عیدالاضحیٰ ’ایک حقیقت‘ ایک پیغام (محمد صدیق فضل) ۱۱
- قربانی کے فضائل و مسائل (فضل کریم کھوکھر) ۱۳
- انسانی حقوق کے مغربی تصورات اور سیرت طیبہ (مولانا عبدالمنتقم سلہٹی) ۱۷
- بگاڑ جو خریدا جا رہا ہے (ساجد الاعظمی اسکالر دہلی یونیورسٹی) ۱۹
- قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں قادیانیوں کا طریقہ واردات (عبدالماجد، لیکچرار) ۲۱
- اخبار ختم نبوت ۲۳

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171 737-8199

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر سالانہ خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائیگا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بنک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

ناشر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ مزرٹہ لائن کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موجودہ حالات کا ذمہ دار کون؟

گزشتہ کچھ دنوں سے کراچی اور پاکستان میں دوبارہ جس منظم انداز میں دہشت گردی شروع کی گئی ہے اس سے واضح طور پر اندازہ ہوتا ہے کہ لادین قوتیں اور اسلام دشمن عناصر ملک کو تباہ کرنے کے درپے ہو گئے ہیں۔ کراچی جو کہ ایک زمانہ میں مثالی امن کا شہر تھا اور جس کو غریب پرور شہر کہا جاتا تھا آج اس شہر میں ہر شخص خوفزدہ ہے اور بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے۔ ایک دوسرے کے گھروں پر کھلے عام فائرنگ کی جا رہی ہے' ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے لئے مورچے بنائے جا رہے ہیں' ہنگو میں ایک دوسرے کے خلاف آزادانہ اسلحہ استعمال کیا گیا' ملک کے مختلف شہروں میں قتل کی وارداتیں معمول بن گئی ہیں' کبھی سوچا ہے کہ آخر اسلامی ملک پاکستان میں ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ پاکستان سے بڑا ملک ہندوستان ہے' سینکڑوں قومیں وہاں بستی ہیں' مسلمان اقلیت میں ہیں' لیکن ایسی تشویش ناک اور خطرناک صورتحال وہاں بھی نہیں۔ آخر کار مملکت پاکستان میں ایسا کیوں ہو رہا ہے' جبکہ اسلام امن اور محبت کا درس دیتا ہے' کافروں سے بھی بلاوجہ لڑائی کی اجازت نہیں دیتا' غیر مسلم رعایا کے حقوق کا خیال کرتا ہے' ان کی زندگی کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے لیکن ان تمام تعلیمات کے باوجود پاکستان کا حال یہ ہے کہ معمولی معمولی باتوں پر ایک دوسرے کے کشت و خون سے باز نہیں آتے۔ کبھی سوچا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے' ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی واحد وجہ اللہ تعالیٰ سے کئے گئے وعدہ کی خلاف ورزی اور قیام پاکستان کی تحریک کے دوران علماء اور اولیاء اللہ کی توہین اور تحقیر کا رویہ تھا۔ مسلم لیگ جو اپنے آپ کو پاکستان کی بانی جماعت تصور کرتی ہے' اس نے اگرچہ جدوجہد آزادی میں کوئی خاص حصہ نہیں لیا لیکن جب تحریک آزادی کامیابی کے مراحل کے قریب پہنچی تو مسلم لیگ نے مسلمانوں کے لئے ایک آزاد ملک کا مطالبہ کر کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ جو لوگ اس مطالبے کے مخالف ہوئے اور انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے کوئی دوسری تجویز بہتر خیال کی اس کا جینا دو بھر کر دیا گیا' بڑے بڑے علماء کرام کو قتل کرنے کی کوششیں کی گئیں' بدتمیزیاں کی گئیں' کافر تک قرار دیا گیا اور اس کے نتیجے میں پاکستان کا ایک حصہ حاصل کیا گیا جس تک پہنچنے کے لئے مسلمانوں کو لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا اور ہزاروں بچیاں سکھوں کے گھروں میں یرغمال بن گئیں۔ بہرحال ان تمام قربانیوں کے بعد جب مسلمان لٹ پٹ کر پاکستان پہنچے تو عام خیال یہ تھا کہ جس مقصد کے لئے ملک حاصل کیا گیا تھا وہ ضرور پورا کیا جائے گا اور ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کیا جائے گا' لیکن بدقسمتی ملاحظہ فرمایئے:

مسلم لیگ والے لوٹنے میں لگ گئے اور ان مسلمانوں کا جو سلوک کیا گیا تاریخ ان واقعات کو پڑھ کر ہمیشہ شرماتی رہے گی' پہلے ہی مرحلے میں اعلان کر دیا گیا کہ ملک کا نظام ایسا ترتیب دیا جائے گا جس سے تمام طبقوں کو خوش کیا جا سکے۔ اسلام کے عادلانہ نظام کے بجائے انگریزوں کا عدالتی نظام' تعلیمی نظام اور اقتصادی نظام نافذ کیا گیا' دین اسلام کے ایک ایک حکم کو توڑا گیا' شعائر اسلام کا مذاق اڑایا گیا' آئین سے اسلام کا نام تک اڑا دیا گیا' اسلامی جمہوریہ پاکستان کہنے سے شرمانے لگے' مسلم لیگی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ملک کا سودا کرنے لگے' نتیجہ میں ملک روز بروز تباہی کی طرف گرتا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے سبب ہمیشہ مصائب و آلام میں گرفتار رہا۔ آخر کار انہی حرکتوں کی وجہ سے ملک دو ٹکڑے ہو گیا اور اب باقی ماندہ ملک کے ساتھ وہی رویہ دہرایا جا رہا ہے ملک کی مقتدر قوتوں کو اس بات کا احساس تک نہیں کہ اس ملک کے حصول کا مقصد کیا تھا اور یہ ملک کس طرح باقی رکھا جا سکتا ہے۔ وہی انداز' وہی طریقہ' ہر طرف لاقانونیت کا دور دورہ ہے۔ گزشتہ دنوں ہنگو میں خوفناک فسادات ہوئے اور گزشتہ تین دن سے کراچی میں ایک دوسرے کا قتل عام جاری ہے۔ ایک ہی قوم کے افراد ایک دوسرے کو بے دردی کے ساتھ قتل کر رہے ہیں۔ اس سے قبل ایک لڑکی کے مسئلہ پر کراچی میں فسادات کرنے کی کوشش کی گئی' ہم بار بار واضح کر چکے ہیں کہ ان واقعات پر صرف بیانات جاری کر دینا اور قاتلوں اور دہشت گردوں کے پکڑنے کا عزم کرنا کوئی حل نہیں۔ ان تمام واقعات سے واضح ہو گیا کہ ان چیزوں کے پشت پر دینی قوتیں نہیں ہیں بلکہ سیاسی عزائم رکھنے والے لوگ اپنے سیاسی مفادات کے حصول کے لئے اس قسم کی حرکتیں کر کے ملک کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔ اس کا ایک یہ حل ہے کہ اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کیا جائے۔ دیکھئے پڑوسی ملک افغانستان ہے۔ ۱۴سال جہاد کیا' روس کو شکست فاش دی' سپر طاقت کے غرور کا خاتمہ کیا لیکن اسلام کا عادلانہ نظام نہ لا سکے تو ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو گئے۔ اقتدار کے لئے لاکھوں انسانوں کا قتل کیا' افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ افغان قوم ایک دوسرے کو مار کر صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور چند علماء کرام کے دل میں نفاذ شریعت کا جذبہ پیدا ہوا اور ایک حصہ قندھار پر شریعت کا نفاذ کر کے جدوجہد شروع کی۔ نفاذ شریعت کی برکت سے پورا ملک ان کے جھنڈے تلے متحد ہو گیا اور آج ۹۰فیصد علاقے پر طالبان کی عادلانہ حکومت قائم ہے اور وسائل نہ ہونے کے باوجود امن و سکون سے وہ زندگی بسر کر رہے ہیں' حالانکہ وہی افغانستان ہے اور وہی لوگ ہیں۔ صرف اسلام کے نفاذ کی برکت ہے وہی صورتحال پاکستان کی بھی ہو سکتی ہے اگر حکمران اقتدار کا نشہ اتار کر اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کر دیں' اس میں سب سے پہلے اپنی زندگی بدلنی ہو گی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کو جب خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی تو سب سے پہلے گھر والوں اور اپنے اوپر احتساب کا عمل جاری کیا اور اپنی تمام جائیداد اور بیگم کے تمام زیورات بیت المال میں داخل کئے اور سادہ زندگی کا فیصلہ کیا تو پھر وہی حکمران جو دولت لوٹتے تھے' دولت کے پجاری تھے' اسلام کے عادلانہ نظام کے پرستار بن گئے۔ ایک ہزار دینار کی چادر کو معمولی قرار دینے والے عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ ۵ درہم کی چادر کو قیمتی قرار دینے لگے۔ عیش و عشرت کی زندگی گزارنے والے' معمولی کھانا کھانے لگے اور پورا خطہ ایسا پرامن ہو گیا کہ شیر اور بکری بھی ایک گھاٹ میں پانی پینے لگے۔ پاکستان کا بھی ایک ہی علاج ہے کہ اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کیا جائے۔ تمام سیاستدانوں اور بیوروکریٹ کا احتساب کیا جائے' ایک ایک پائی بیت المال میں جمع کی جائے ورنہ جب تک اسلام سے غداری کرتے رہیں گے اس وقت تک یہ حالات صحیح نہیں ہوں گے۔ چاہے نواز شریف یا بے نظیر صاحبہ اس سے بڑا مینڈیٹ لے کر آجائیں' اسلام سے غداری کی سزا ملتی رہے گی۔ اس لئے ہم جناب نواز شریف سے یہی کہیں گے کہ کب تک خدا تعالیٰ کی ڈھیل سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اور خدا کے عذاب کو دعوت دیتے رہیں گے۔ ایک سال ہو گیا' سوائے ناکامی اور بحران کے کیا ہوا؟ اور اس کی

ایک ہی وجہ ہے کہ اسلام اور خلافت راشدہ کا نظام قائم کرنے کا وعدہ نواز شریف بھول گئے۔ اب بھی وقت ہے کہ اپنے وعدہ کو پورا کریں' امن و امان قائم ہو جائے گا ورنہ پاکستان کی تباہی کی ذمہ داری نواز شریف اور ان کے ساتھیوں پر ہوگی۔

مسلمانوں کی اراضی پر قادیانیوں کا قبضہ

پوری دنیا میں قادیانی پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ان کی زندگی دوبھر کی ہوئی ہے' ان کو جینے نہیں دیتے' ظلم کرتے ہیں اور مرزا طاہر نے چند جھوٹی فلمیں بنائی ہوئی ہیں جس کا سہارا لیکر وہ امریکہ اور یورپ کی خوشنودی اور ہمدردی حاصل کرکے ان کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں اور ان کی کوشش ہے کہ پوری دنیا کو پاکستان کے خلاف کردیا جائے۔ ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں کہ شیطان تک شرما جاتا ہے لیکن پاکستان کی حالت دیکھیں تو اس کے برعکس قادیانیوں نے مسلمانوں پر ظلم ڈھایا ہوا ہے۔ گزشتہ شماروں میں ہم نے لکھا تھا کہ قصور میں قادیانی مبلغ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ سرگودھا میں مسلمانوں کو جلسہ سیرت النبی ﷺ کرنے کی اجازت نہیں دی' بہت سارے محکموں میں قادیانی افسران مسلمان ملازمین کو تنگ کرتے ہیں۔ پی آئی اے میں پائیلٹ قادیانی اور چیف پائیلٹ مسلمانوں کو کامیاب ہونے نہیں دیتے۔ اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں ہیں۔ ربوہ میں کسی مسلمان کو زمین لینے نہیں دیتے' ان واقعات کی تائید خبریں اخبار ۲۵ مارچ سے ہوئی ہے۔ خانیوال میں قادیانیوں نے زبردستی مسلمانوں کی اراضی پر قبضہ کرلیا۔ واقعات کے مطابق چک نمبر 91/10 میں قیام پذیر ۱۰۰ سالہ حاجی فتح محمد نے وزیر اعظم کی سات مرلہ اسکیم میں اپنے خاندان کے لئے کچھ اراضی حاصل کی۔

> خانیوال (ڈسٹرکٹ رپورٹر) نواحی چک میں قادیانیوں نے مسلمانوں کی املاک گرا کر زبردستی قبضہ کرلیا اور مذہبی کتبے جلا دیئے۔ واقعات کے مطابق نواحی چک نمبر ۹۱/۱۰ میں قیام پاکستان کے وقت سے رہائش پذیر ۱۰۰ سالہ حاجی فتح محمد نے وزیر اعظم کی سات مرلہ اسکیم کے تحت اپنے خاندان کے لئے کچھ اراضی حاصل کی۔ فتح محمد نے اس کی رقم حکومتی خزانہ میں جمع کروا کر سند حاصل کی۔ اس چک میں قادیانیوں کی اکثریت آباد ہے اور مسلمان کم تعداد میں ہیں۔ نمبردار اسماعیل احمد قادیانی ہے۔ محمود احمد' نور احمد اور ان کے بڑے بھائی اکرم اور اسلم جو کہ شانتی نگر سانحہ میں نامزد ملزم ہیں کی نظریں فتح محمد کی زمین پر تھیں۔ ملزموں نے اسسٹنٹ کمشنر کو درخواست دی کہ فتح محمد کا قبضہ ناجائز ہے جس پر اسسٹنٹ کمشنر نے فریقین کو طلب کیا۔ جہاں پر فتح محمد نے اسسٹنٹ کمشنر کو اپنی اسناد اور ۲۰۸۴۸ روپے کی چالان کی کاپی دکھائی۔ لیکن نامعلوم کس بنیاد پر اسسٹنٹ کمشنر نے ان تمام دستاویزات کو ماننے سے انکار کردیا اور فیصلہ قادیانیوں کے حق میں دے دیا۔ ابھی مسلم پارٹی ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں تھی کہ قادیانیوں نے ان کی اراضی پر قائم کلینک کو آگ لگادی اور اسکول اور اراضی کی چاردیواری بلڈوز کرکے قبضہ کرلیا۔ کلینک میں مذہبی کتبے بھی تھے جو کہ جل گئے۔ قادیانیوں نے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ قریب تھا کہ یہ مذہبی تصادم پھیلتا پولیس نے قادیانیوں کے چھ افراد اور مسلمانوں کے ۲۰ افراد کو گرفتار کرلیا حالانکہ مسلمان ابھی تک پرامن تھے۔ اس واقعہ کے بعد سے صورتحال خراب ہوگئی اور بڑے تصادم کا خطرہ ہے۔ (روزنامہ "خبریں" ۲۵ مارچ ۱۹۹۸ء)

اب بتایئے! کون کس پر ظلم کررہا ہے اور کس کے حقوق تلف ہو رہے ہیں۔ ہم ان سطور کے ذریعہ حکومت کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس قسم کی حرکات کا سختی سے نوٹس لے ورنہ اگر مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ ہم ان سطور کے ذریعے مرزا طاہر سے پوچھیں گے کہ وہ اس واقعہ کی کیا تاویل کریں گے اور اس کو بھی مسلمانوں کے مظالم میں شمار کریں گے؟ یہ تو ایک واقعہ ہے ایسے واقعات روزانہ پاکستان میں پیش آتے رہتے ہیں۔ ان کا سدباب کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے ورنہ مسلمانوں نے اگر قادیانیوں کی زمینوں پر قبضہ شروع کیا تو ان کے لئے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔

عراق اور لیبیا پر پابندیاں

عراق اور لیبیا پر تاحال پابندیاں جاری ہیں۔ گزشتہ دنوں عراق کے سینکڑوں بچے دوائیاں نہ ملنے کی وجہ سے جاں بحق ہوگئے۔ جس کی اجتماعی نماز جنازہ ادا کی گئی ان تمام مظالم کے باوجود امریکہ کی طرف سے روزانہ عراق کے خلاف دھمکیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ دوسری طرف اسرائیل ایٹمی قوت کا اعلان کرنے کے باوجود تمام مراعات حاصل کررہا ہے اور اقوام متحدہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ یہ کونسا انصاف ہے اور اس دوہرے معیار کا کیا جواز ہے؟ مسلمان حکمران آخر کب تک خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوں گے اور اسلامی ممالک کے سلسلے میں اپنا الگ موقف قائم کریں گے' اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مسلم ممالک اقوام متحدہ کی اس پابندی کے خلاف کھڑے ہوں اور عراق اور لیبیا سے تعلقات قائم کریں۔ تاکہ اقوام متحدہ اور امریکہ آئندہ مسلمانوں کے موقف سے خلاف کوئی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہ رہیں یا عراق کی اقتصادی پابندی کے لئے یہ شرط کریں کہ پہلے اسرائیل پر بھی پابندی عائد کی جائے۔

نئی بھارتی حکومت اور کشمیر کا مسئلہ

ہندوستان میں انتہا پسند ہندو کی پارٹی برسراقتدار آگئی ہے اور اس کے وزیر اعظم نے حلف اٹھالیا ہے۔ انتہا پسند ہندوؤں کی حکومت آنے کی وجہ سے بھارتی مسلمانوں اور کشمیر کے مسئلہ میں شدت پیدا ہونے کا امکان ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو مظالم سے نجات کے لئے تمام مسلم ممالک کے حکمران بھارت کی حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ ان کو کسی صورت میں پامال نہیں کیا جائے گا کیونکہ مسلمان پہلی بڑی اقلیت ہیں۔ اس طرح کشمیر کے مسئلہ پر اور مسلم حکمران اس حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ مظالم کا سلسلہ بند کرکے کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے۔

ختم نبوۃ
KHATME NUBUWWAT

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قادیانی کلمہ

قادیانی امت کے راستہ میں سب سے بھاری پتھر امت مسلمہ کا یہ عقیدہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قیامت تک کے لئے ہے' یہ اس امر کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں' آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو لامحالہ کلمہ بھی بدلتا۔ اب اگر مرزا صاحب بقول ان کے نبی ہیں۔ اور نبی بھی کچھ معمولی درجے کے نہیں ہیں بلکہ تمام انبیاء سے بڑھ کر۔ تو سوال یہ ہے کہ ان کا "کلمہ شریف" کونسا ہے' جو قادیانی امت پڑھا کرے؟ ایسا عظیم الشان نبی' جس کے سامنے موسیٰ و عیسیٰ (علی نبینا و علیہما السلام) بھی معاذاللہ ہیچ ہوں' دنیا میں آئے' اور اس کے نام کا کلمہ تک نہ جاری ہو' یہ بات عقل و نقل کے خلاف ہے۔ سوال بڑا وزنی اور متین تھا' مگر قادیانی امت بھی ماشاءاللہ قادیانی نبوت کے نور سے نئی نئی منور ہوئی تھی (برعکس نام نہند زنگی را کافور) اس کے لئے ایسے مشکل سوالات کا چٹکیوں میں حل کردینا کیا مشکل تھا۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ:

"اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی' کیونکہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں' جیسا کہ وہ (مرزا صاحب) خود فرماتا ہے "صار وجودی وجودہ" نیز "من فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی ومارای" اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔" جیسا کہ آیت "وآخرین منھم" سے ظاہر ہے' پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد) خود "محمد رسول اللہ" ہے' جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں' ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" (کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قادیانی' مندرجہ رسالہ ریویو ریلجنز قادیان نمبر ۴ جلد ۱۴ ص ۱۵۸)

مطلب یہ کہ کلمہ کے الفاظ اگرچہ نہیں بدلے مگر تعبیر بدل گئی' مرزا صاحب کی تشریف آوری سے پہلے "محمد رسول اللہ" سے مراد پہلے بعثت کے "محمد" تھے اور مرزا صاحب کی ادعائے نبوت کے بعد دوسری بعثت کے "محمد" یعنی مرزا غلام احمد مراد ہیں' اور چونکہ مرزا صاحب کا وجود بعینہ آنحضرت ﷺ کا وجود ہے' اور مرزا صاحب کی شکل میں دوبارہ آپ ﷺ ہی کی بعثت ہوئی ہے' اور اب مرزا صاحب ہی "محمد رسول اللہ" ہیں' اس لئے کلمہ کے الفاظ بدلنے کی ضرورت نہیں' صرف تعبیر اور مفہوم بدلنے کی ضرورت ہے۔ کہ جب کلمہ شریف میں "محمد رسول اللہ" کا لفظ پڑھا جائے تو اس سے مرزا صاحب مراد لئے جائیں۔ بات صاف ہوگئی کہ قادیانی امت بھی "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتی ہے' مگر مسلمانوں کے کلمہ میں "محمد رسول اللہ" سے حضرت محمد بن عبداللہ الہاشمی المکی المدنی ﷺ مراد ہوتے ہیں' اور قادیانی کلمہ میں "محمد رسول اللہ" سے مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ القادیانی مراد ہے۔ جو بقول ان کے محمد رسول اللہ کا بروز اور اوتار ہے۔ اسی بنا پر میاں محمود احمد صاحب اپنے والد محترم مرزا غلام احمد کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

"حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور' ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور' ہمارا حج اور ہے' اور ان کا حج اور' اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔" (الفضل ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء)

اور یہ کہ:

"آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات' رسول کریم ﷺ قرآن' نماز' روزہ' حج' زکوۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے ہمیں اختلاف ہے۔" (الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

اور یہ "ایک ایک چیز میں اختلاف" ہے بھی ایک فطری چیز۔ کیونکہ پورے دین کی بنیاد تو کلمہ طیبہ پر ہے' جب اسی میں اختلاف ہو کہ مسلمانوں کے نزدیک "محمد رسول اللہ" سے مراد "رسول مدنی" ہوں (ﷺ) اور قادیانی امت کے نزدیک "رسول قدنی" تو ظاہر ہے کہ

دونوں کلموں سے دین کے دو الگ الگ درخت وجود میں آئیں گے' دونوں کے برگ و بار الگ ہوں گے' اور یوں قادیانی دین کی ایک ایک بات محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی ایک ایک بات سے مختلف ہوگی' اندریں صورت خدا' نبی اور کلمہ سے لیکر دین کے تمام اصول و فروع میں قادیانی امت کو مسلمانوں سے اختلاف ہونا ہی چاہئے۔

الگ کلمہ' الگ دین اور الگ امت:

اور جب خود انہی کے بیانات سے واضح ہے کہ وہ مرزا صاحب کو "بروز محمد" یا "محمد است و عین محمد است" سمجھ کر ان کا کلمہ پڑھتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ قادیانی امت' مسلمانوں سے ایک الگ امت ہے' ان کا دین الگ' ان کا نبی الگ اور ان کا کلمہ الگ۔ یہ بحث چونکہ ہمارے موضوع سے خارج ہے' اس لئے یہاں صرف دو حوالے مرزا صاحب کی کتابوں سے پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں:

"انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تاکہ ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کریں اور بعض احکام کو منسوخ اور بعض نئے احکام لاویں۔" (مکتوبات احمدیہ جلد ۵' مکتوب نمبر۴)

"جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعوے میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے' اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے' نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنادے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے' اور ایک امت بنادے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔" (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵' ص ۳۴۴)

مرزا صاحب کے ان دونوں ارشادات سے ثابت ہوا کہ نبی کی آمد سے دین بدل جاتا ہے اور آنے والے نبی کی امت ایک نئے دین میں داخل ہوجاتی ہے' اب اگر قادیانی صاحبان مسلمان امت اور مسلمانوں کے دین کے اندر ہی رہنا چاہتے ہیں تو (بصد معذرت) مرزا صاحب کی نبوت پر لعنت بھیجیں' ان کے ادعائے نبوت کی تکذیب کریں اور انہیں مسیح موعود کے بجائے "مسیح کذاب" کا لقب دیں (جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی میں پہلے گزر چکا ہے) ورنہ قادیانی امت کا یہ ادعا کہ ہم بھی "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتے ہیں' کلمہ گو ہیں' قبلہ کی طرف منہ کرکے نمازیں پڑھتے ہیں' حج کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ محض ابلہ فریبی ہے' قرآن کی اصطلاح میں اسے نفاق کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں کا سامنا ہو تو آمنا کہو' اور جب اپنے خلوتیان راز کے پاس پہنچو تو کہو کہ ہم تو محض ان کو (مسلمانوں کو) الو بناتے ہیں' "با مسلمان اللہ اللہ' با برہمن رام رام"

بہرحال جب خود انہی کے اقرار سے ثابت ہے کہ وہ محمد عربی ﷺ کا نہیں' بلکہ بزعم خود احمدی ہندی (مرزا غلام احمد) کا کلمہ پڑھتے ہیں' اور یہ کہ ان کا دین' ان کا قبلہ اور ان کی امت مسلمانوں سے الگ ہے تو وہ کب تک مسلمانوں کو فریب دیتے رہیں گے۔ یہاں یہ بحث محض ضمنی طور پر آگئی ہے' ہمیں تو ان کی تحریفات کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ بتانا ہے۔ کہ انہوں نے جس طرح رسول اللہ ﷺ کے اسمائے گرامی کا سرقہ کرکے آپ ﷺ سے متعلقہ آیات کو مرزا صاحب پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کے کلمہ شریف میں بھی' جو دین اسلام کا مرکز ثقل ہے' انہوں نے تحریف کا ارتکاب کرکے اس سے مرزا غلام احمد مراد لیا ہے۔

○

بقیہ: قربانی کے فضائل

ومحیای ومماتی للہ رب العالمین○ لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین○ اللھم منک ولک

ترجمہ: "میں اس اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ میں سب سے الگ ہوکر خدا کی عبادت کرتا ہوں اور مشرکین میں سے نہیں ہوں' میری نماز اور میری قربانی اور میرا مرنا اور جینا سب اللہ کے لئے ہے' جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے فرمانبردار لوگوں میں سے ہوں' الٰہی! میں تیری خوشنودی کے لئے یہ قربانی کرتا ہوں۔"

بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اللھم تقبل منی کما تقبلت من حبیبک محمد و خلیلک ابراھیم علیھما الصلاۃ والسلام

ترجمہ: "الٰہی! تو میری قربانی قبول فرما جس طرح تونے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خلیل (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی قربانی قبول فرمائی ہے۔"

ذبح کی اغلاط:

مسئلہ: مشہور ہے کہ ذبح کرنے والے کی بخشش نہ ہوگی' یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ: بعض لوگ عورتوں کے ذبیحہ کو درست نہیں سمجھتے ہیں' سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس چاقو یا چھری سے جانور ذبح کیا جاوے اس کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس چاقو چھری میں تین کیلیں ہوں' سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ: مشہور ہے کہ والد الزنا (حرام زادہ) کا ذبیحہ درست نہیں' سو یہ محض غلط ہے۔

گستاخِ رسولؐ کی سزا پر ایک بے جا اعتراض

جناب محمد اسماعیل قریشی صاحب' سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

اسلام دشمن اور **متعصبین** بالخصوص عیسائی مشنریاں اکثر یہ اعتراض کرتی رہتی ہیں کہ پیغمبر اسلام (علیہ التحیت والسلام) جب رحمتہ للعالمین ہیں تو پھر انہوں نے اپنے مخالفین کو کیوں تہ تیغ کرایا؟

حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے کبھی بھی کسی سے انتقام نہیں لیا' جس کی شہادت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دی ہے اور خود تاریخ کا ایک ایک حرف اس پر گواہ ہے۔ شعب ابی طالبؓ بطحا کی وادیاں' طائف کی چٹانیں اور یثرب کے پہاڑ' سب آج بھی گواہی دے رہے ہیں کہ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا۔ طائف میں بے سروسامانی کی حالت میں جب آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے اور آپ ﷺ سر سے پاؤں تک لہولہان ہوگئے' اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے لئے عذاب الٰہی اور قہر خداوندی کو دعوت نہیں دی بلکہ ان کے حق میں ان کی ہدایت کے لئے دعا فرمائی۔ فتح مکہ کے موقع پر اسی شہر میں جہاں اہل مکہ نے ظلم و ستم کی انتہا کردی تھی۔ موت کی گھاٹی میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو محصور کردیا تھا۔ تمام قبائل عرب نے ہم صلاح ہوکر آپ کو جان سے مار دینے کے لئے آپ کے گھر کا محاصر کرلیا تھا۔ اور آپ ﷺ کی ذات اقدس کو ایسی اذیتیں پہنچائی تھیں جو کسی پیغمبر کو نہیں دی گئیں۔ مگر جب آپ ﷺ ہزاروں جاں نثاران کے لشکر جرار کو لئے ہوئے فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے خونخوار دشمن سرنگوں آپ کے سامنے منتظر مکافات کھڑے تھے' اس وقت آپ ﷺ نے **لا تثریب علیکم الیوم** (آج کے دن تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی) کہتے ہوئے معافی عام کا اعلان فرمایا اور اپنے بدترین دشمن ابوسفیان کے گھر کو دارالامان قرار دیا۔ آپ کے چہیتے اور محبوب چچا حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ اور انہیں وحشیانہ طور پر قتل کرنے والے وحشی اور ان دشمنوں کو بھی جو آپ کے خون کے پیاسے تھے' اس وقت معاف فرمایا جبکہ آپ تمام اہل مکہ سے انتقام لینے کی پوری طاقت اور قدرت رکھتے تھے۔ حضرت انسؓ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے اس یہودی عورت کو بھی معاف فرمایا جس نے ایک بھنی ہوئی بکری سے آپ کی تواضع کی تھی لیکن پہلے لقمہ ہی نے آپ ﷺ کو بتلادیا تھا کہ میں زہر آلود ہوں اور آپ ﷺ کے استفسار پر اس نے اقرار جرم کرتے ہوئے بتلایا تھا کہ میں نے یہ اہتمام اس لئے کیا تھا کہ اگر آپ ﷺ سچے نبی ہیں تو زہر آپ ﷺ پر اثر انداز نہیں ہوگا اور اگر آپ بادشاہ ہیں تو ہماری قوم کو آپ ﷺ سے نجات مل جائے گی۔ ایسی دشمن جاں یہودیہ کو بھی آپ کے عفو کریمانہ کے دامن میں پناہ ملی۔

یہ ہے آپ کی شان رحمتہ للعالمینی کی ایک ادنیٰ سی جھلک۔ اسی وصف رحمتہ العالمینی کی جھلک ان ہستیوں میں بھی صاف نظر آتی ہے جو آپ کے زیر تربیت رہی ہیں۔ آپ کے عم زاد علیؓ نے جب ایک شہ زور دشمن اسلام پہلوان کو زیر کرلیا اور ان کا خنجر آبدار اس کی رگ گردن پر تھا اور اس نے اس خیال سے علیؓ کے منہ پر تھوک دیا کہ فوراً ہی اسے اس عالم جانکنی سے نجات مل جائے گی' مگر جناب علیؓ نے مشتعل ہوکر اس کا سر کاٹنے کی بجائے اسی وقت اسے اپنی گرفت سے آزاد کردیا۔ اور دریافت پر بتلایا کہ پہلے تو وہ رضائے الٰہی کی خاطر درپے قتل تھے مگر تھوکنے کے بعد جب خواہش نفس نے انہیں فوری آمادہ قتل کیا' تو انہوں نے اس کے قتل سے ہاتھ اٹھالیا۔

حضور اکرم ﷺ تو اس دنیا میں انسان کو انسان کی اور ہر قسم کی غلامی سے آزاد کرکے زمین پر آسمانی بادشاہت قائم کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اس لئے جو شیاطین آپ کو ہدف طعن و تشنیع اور نشانہ تضحیک بناکر آپ ﷺ کے عالمگیر انقلاب کی راہ میں سنگ گراں بنے ہوئے تھے' انہیں ہٹانا ضروری تھا کیونکہ اس کے بغیر انسانیت پیغمبر اسلام

ﷺ کے بے کراں فیوض و برکات سے محروم رہ جاتی۔ انسان' انسان کا غلام بن کر رہ جاتا بلکہ شجر' حجر کی پرستش کرکے ہمیشہ کے لئے شرف انسانیت کھو بیٹھتا اور تسخیر کائنات کی جانب اس کا قدم کبھی نہ اٹھتا۔ اس لئے آپ کے بعد یہ ذمہ داری آپ کی امت کے سپرد ہوئی کہ وہ ایسے شیاطین سے براہ راست نمٹ لے۔ وماتوفیق الا باللہ۔

اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ اس کائنات ارضی میں رب ذوالجلال کے جلیل القدر سفیر بھی ہیں۔ عام دنیوی پروٹوکول کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس ملک کے شایان شان اس کے سفیر کا بھی احترام کیا جائے' تو پھر خالق کائنات کے اس جہاں ہست و بود میں بھیجے ہوئے عالی مقام سفیر گرامی کی جتنی بھی عزت و توقیر کی جائے کم ہے۔ سورہ المجادلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور اے نبیؐ! جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو وہ اس طور پر سلام و تحیت کرتے ہیں جو تمہارے رب کا (پسندیدہ) طریق تحیت نہیں۔"

اس سے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ الٰہی میں علو مرتبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی توہین و تنقیص دراصل شہنشاہ ارض و سموات کی جناب میں گستاخی ہے اور اس قانون فطرت کے خلاف بغاوت ہے' جو اللہ کے فرستادہ آخری پیغمبر اس دنیا میں برپا کرنے آئے تھے۔ اس لئے ان گستاخان رسالت کو جو سزا دی گئی' وہ عین شریعت الٰہی کے مطابق ہے' جس کو یہ امت قائم کئے ہوئے ہیں اور تاقیام قیامت یہ قائم رہے گی۔ **واللہ المستعان**

وزارت امور مذہبی پاکستان کی جانب سے (مصنف) کے نام ایک مراسلہ موصول ہوا' جس میں بتلایا گیا کہ بین الاقوامی اداروں کی جانب سے توہین رسالت کے قانون کے بارے میں استفسارات ہو رہے ہیں' چنانچہ اس اہم مسئلہ پر مسلم ماہرین قانون سے بھی معاونت طلب کی گئی اور دریافت کیا گیا تھا کہ برطانیہ اور امریکہ میں توہین مسیحؑ (Blasphemy) سے متعلق کیا قوانین ہیں؟ اس کے علاوہ حقوق انسانی کے بعض نام نہاد اداروں کی جانب سے بھی اعتراضات آنے شروع ہوگئے تھے' جس میں میری ذات کو بھی ہدف تنقید بنایا جارہا تھا کیونکہ میں نے مسلم ماہرین قانون کی تنظیم کی جانب سے یہ مسئلہ وفاقی شریعت میں اٹھایا تھا جہاں سے توہین رسالت کی سزا بطور حد سزائے موت مقرر ہوئی۔ پھر حکومت پاکستان کے سپریم کورٹ سے اپیل سے دستبردار ہونے کے بعد توہین رسالت کا قانون پاکستان میں نافذالعمل ہوگیا' جس پر فادر روفن' مسٹر طارق سی قیصر سابق (ایم این اے) اور ان کے بعض ہم مذہب مسیحی لیڈروں نے ناخوشگوار ردعمل کا اظہار کیا اور اس قانون کو سال ۱۹۹۳ء کے انتخابات میں الیکشن ایشو بھی بنایا گیا اور یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ یہ قانون بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے اور بعض نے یہ بھی کہا کہ اس قانون کی وجہ سے اقلیتوں کے سر پر ننگی تلوار لٹک رہی ہے۔

یہ سارے اندیشے' خدشات اور اعتراضات سراسر بے بنیاد ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اسلامی قوانین اور قانون توہین رسالت سے کم علمی ہے جو لاعلمی اور جہالت سے بھی زیادہ خطرناک چیز ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ توہین رسالت کے جرم کی سزا صرف پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی حد تک محدود نہیں بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں وہ تمام پیغمبر اور رسول' جن میں سارے انبیائے بنی اسرائیل اور جناب یسوع مسیحؑ بھی شامل ہیں' کی توہین اور تنقیص کی بھی وہی سزا مقرر ہے جو شاتم رسول کریم ﷺ کی ہے۔ اہل کتاب کو یقیناً" اس بات کا علم ہوگا کہ بائبل میں نہ صرف رسولوں کی شان میں گستاخی کی سزا' سزائے موت ہے' بلکہ نائبین رسول ﷺ کے گستاخوں کو بھی واجب القتل قرار دیا گیا ہے۔ بائبل کی کتاب استثناء کے باب ۱۷ میں یہ صریح حکم آج بھی موجود ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ پیروان مسیحؑ اس صریح حکم کا کس طرح انکار کرسکتے ہیں اگر اپنی کتاب مقدس پر ان کا اعتقاد ہے۔

اسلامی قانون تعزیر میں کسی جرم کی جتنی سنگین سزا مقرر ہے' اسی قدر کڑی شرائط بھی اس کے ثبوت کے لئے درکار ہیں۔ چنانچہ حد کی سزا میں شہادت کا معیار عام شہادت کے معیار سے بہت زیادہ سخت اور غیر معمولی ہے۔ حدود کی سزا کے لئے ایسے گواہوں کی شہادت قابل قبول ہوتی ہے جو گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتے ہوں۔ صادق القول اور عادل ہوں اور مزید برآں تزکیۃ الشہود کے معیار پر بھی پورا اترتے ہوں۔ حد کی سزا کا ایک بنیادی رکن ملزم کی "نیت" اور "ارادہ" اور "قصد" ہے۔ ایسی تحریر یا تقریر جو انبیائے کرامؑ یا نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی نیت سے قصداً" ہو تو اسے قابل مواخذہ جرم قرار دیا جائے گا۔ "ارادہ" اور "نیت" کا مصدر بھی حضور نبی کریم ﷺ کی وہ مشہور حدیث ہے جس میں فرمایا گیا **انما الاعمال بالنیات** (بلاشبہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے) نیت کے بغیر اسلامی قانون میں کوئی جرم مستوجب سزا نہیں ہوتا۔ صاحبان علم و دانش سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ شریعت اسلامی کی وجہ سے "نیت" اور

"ارادے" کو دنیائے قانون میں سب سے پہلے اسلام ہی نے روشناس کرایا اور اسے موجودہ قانون جرم و سزا کے لئے بنیادی شرط قرار دیا گیا ورنہ رومن لا (Roman Law) میں ایسی کوئی شرط موجود نہیں تھی۔ اٹھارویں صدی سے قبل برٹش قوانین کے قانون تعزیر میں بھی اس کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ اس سلسلہ میں انگلستان کی بعض عدالتوں نے بڑے دلچسپ فیصلے صادر کئے ہیں۔ یہاں بر سبیل تذکرہ صرف ایک فیصلہ کا حوالہ دوں گا۔ ایک شخص درخت سے گر کر مر گیا تو اس "قاتل درخت" کو سزائے موت سنائی گئی اور اس کا تنا کاٹ کر اس سزا پر عملدر آمد ہوا۔

اس کی علاوہ "شک" کا فائدہ بھی اسلامی قانون کی رو سے ملزم کو پہنچتا ہے۔ اس کا ماخذ بھی وہ حدیث مبارک ہے، جس میں حکم دیا گیا **ادروا الحدود بالشبہات** (حدود کی سزاؤں کو شبہات کی بنا پر ختم کیا جائے) سال ۱۹۹۱ء سے اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد سے آج تک کسی ایک شخص کو پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ نے قانون توہین رسالت کے جرم میں سزائے موت نہیں دی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ قانون توہین رسالت ایسے ان تمام لوگوں کی زندگی کے تحفظ کی ضمانت ہے، جن کے خلاف فرد جرم ثابت نہ ہو ورنہ سلطنت مغلیہ کے سقوط کے بعد ۱۸۶۰ء میں جب برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان میں قانون توہین رسالت کو منسوخ کیا تو اس کے بعد مسلمان سرفروشوں نے اس قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور گستاخان رسول کو قتل کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچاتے رہے۔ یہ بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ جس وقت ہندوستان میں توہین رسالت کا اسلامی قانون منسوخ کیا گیا، اس وقت انگلستان میں قانون توہین مسیح (Blasphemy) ملک کے قانون عام (Common Law) کے طور پر رائج تھا اور آج بھی وہاں کے کامن لاء کا حصہ ہے اور انگلستان کے مجموعہ قوانین (Statutory Book) میں شامل ہے۔

قانون توہین رسالت کے پاکستان میں نافذ ہوجانے کے بعد اب اس کی سزا کا معاملہ افراد کی بجائے عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آگیا، جو تمام حقائق اور شہادتوں کا بغور جائزہ لیکر جرم ثابت ہونے کے بعد ہی کسی ملزم کو مستوجب سزا قرار دے گی اگر جرم توہین رسالت کی سزائے حد کے لئے اسلام کے معیار شہادت کے مطابق مطلوب گواہ موجود یا دستیاب نہ ہوں تو سزائے حد ہو جائے گی لیکن وہاں اسلام کا قانون تعزیر حرکت میں آئے گا کیونکہ جہاں حد کی شرائط پوری نہ ہوں، وہاں اسلامی اصول قانون کی رو سے ملزم کو نہیں بلکہ مجرم کو تعزیری سزا دی جائے گی۔ اس اصول قانون کا ماخذ بھی وہ حدیث مبارک ہے جس میں فرمایا گیا **ان اللہ لیزع بالسلطان مالا یزع بالقرآن** (حق سبحانہ وتعالیٰ ہیئت مقتدرہ کے ذریعہ ان چیزوں کا سدباب کرتے ہیں، جن کا سدباب قرآن کے ذریعہ نہیں کیا جاتا) یہاں ہیئت مقتدرہ سے مراد احکام الٰہی نافذ کرنے والا ادارہ ہے، جس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی زمین میں فساد اور بگاڑ کو پھیلنے سے روکے۔

مسیحی برادری کو تو قانون توہین رسالت کا خوش دلی سے خیر مقدم کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس قانون کی رو سے جناب مسیح اور دیگر انبیاء کرام، جنہیں عیسائی اور مسلمان سب ہی اپنا پیغمبر برحق مانتے ہیں، کی شان میں گستاخی اور اہانت قابل تعزیر جرم بن گیا ہے اور توہین کی وہی سزا مقرر ہے جو خاتم الانبیاء حضرت مصطفیٰ ﷺ کی جناب میں گستاخی کی سزا ہے۔ مسلمان ان تمام پیغمبران کرام کا اسی طرح احترام کرتے ہیں جیسا کہ یہودی اور عیسائی اپنے پیغمبروں کا احترام کرتے ہیں، اس لئے وہ ان کے بارے میں کسی قسم کی گستاخی کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ ان پیغمبروں کے علاوہ اسلام کے احکام کے مطابق مسلمانوں کو کسی دیگر مذاہب کے پیشواؤں کے خلاف بھی اہانت کی اجازت نہیں اور نہ ہی انہوں نے آج تک ایسی شرارت کی ہے۔

ہم نے (اپنی کتاب ناموس رسولؐ اور قانون توہین رسالت) میں یہودی فلم ساز مارٹن اسکورسس کی انتہائی شرمناک پکچر "مسیح کی آخری ترغیب جنسی" (The Last Temptation of Christ) کا تفصیلی ذکر کیا ہے، جو سال ۱۹۸۸ء میں لندن کے سینما گھروں میں دکھلائی جارہی تھی، جس میں معاذاللہ جناب مسیح کو ایک آبرو باختہ طوائف کے ساتھ گرم اختلاط ہوتے دکھلایا گیا تھا۔ میں ان دنوں لندن میں مقیم تھا۔ ہماری دینی حمیت اسے برداشت نہ کرسکی، چنانچہ ہماری اپیل پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف عیسائیوں ہی کے نہیں بلکہ مسلمانوں کے بھی واجب الاحترام پیغمبر ہیں، اس فلم کی نمائش بند ہونی چاہئے۔ لندن میں مسلمانوں نے خاموش احتجاجی مظاہرے کئے، جس پر بالا خر وہ فلم فلاپ ہوگئی۔

مسیحی برادری اور اقلیتی فرقوں کے رہنماؤں اور ان کے پیروکاروں کی نیت پر ہمیں شبہ نہیں۔ جب وہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی توہین اور گستاخی نہیں کریں گے تو پھر انہیں ڈر اور خوف کس بات کا ہے؟ کیا قانون بلاوجہ ان کے خلاف حرکت میں آجائے گا یا پھر پاکستان کی عدلیہ بے گناہ لوگوں کو جو توہین رسالت کے مجرم

باقی صفحہ ۳ پر

عیدالاضحیٰ

ایک حقیقت‘ ایک پیغام

محمد صدیق فضل

اسلام میں کوئی چیز رسمی اور صرف شکلی نہیں بلکہ اپنے مزاج کے اعتبار سے اسلام محض روایات اور تقالید کا مخالف ہے اس میں بے حقیقت رسم و رواج کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ سارے اسلامی اعمال صرف اپنا ظاہری وجود نہیں رکھتے بلکہ ان کے اندر ایک حقیقت پنہاں ہوا کرتی ہے اور وہ انسان کو کوئی خاص پیغام اور تعلیم دیتے ہیں۔

ایک طرف تو یہ حقیقت ہے کہ اسلام میں کوئی چیز اور عمل صرف صوری اور شکلی ڈھانچہ نہیں ہے بلکہ قدرت نے اس کے ہر پہلو اور ہر موڑ میں کوئی زبردست تذکیری پیغام رکھ دیا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ تہوار اور عید انسان کے فطری تقاضے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے کے انسان نے بہت ساری تقریبات اور مختلف تہواروں کے ذریعے اپنی فطرت کی اس پیاس کو بجھایا ہے۔

اسلام نے انسان کے اس فطری تقاضہ کو پورا کرنے کے لئے سامان "عیدین" کی شکل میں کیا ہے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی دراصل ہجرت کے بعد ہی شروع ہوتی ہے‘ اس سے پہلے یقیناً" مکہ میں ایک تعداد اسلام لا چکی تھی لیکن ایک آزاد اور مکمل اسلامی معاشرہ ہجرت کے بعد اس وقت ہی قائم ہو سکا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرامؓ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ ہجرت کر کے آگئے‘ مدینہ آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اہل مدینہ دو تہوار مناتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا تو انصار نے بتلایا کہ ہم لوگ جاہلیت کے زمانہ میں ان دونوں دنوں میں تہوار مناتے تھے‘ کھیلتے کودتے‘ کھاتے پیتے اور مختلف طریقوں سے خوشی و مسرت کا اظہار کرتے تھے‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی اس بات کے جواب میں فرمایا کہ "اللہ نے تمہارے زمانہ جاہلیت کے ان تہواروں کے بدلے میں دو دوسرے تہوار عطا فرمائے ہیں ایک عیدالفطر اور دوسرا عیدالاضحیٰ"

اسلام سے پہلے مدینہ کے لوگ جو تہوار مناتے ہوں گے یقیناً" ان میں دو باتیں ہوں گی

○ ان تہواروں کی خاص ہیئت اور ان کے نظام سے یقیناً" شرک و بت پرستی ٹپکتی ہوگی‘ دوسری بات یہ کہ عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ تہواروں کے دوران قومیں اخلاقی قید و بند اور حدود سے تجاوز کرتی ہیں‘ بلکہ بعض قومیں تو بداخلاقی اور فحاشی اور ہوا و ہوس کی پیروی میں اس دن بابرکت اور لائق مدح و ستائش قرار پاتی ہیں۔ اور چونکہ عرب عقیدہ آخرت کے منکر تھے اور اخروی سوال و جواب کا ان کے یہاں کوئی امکان نہیں تھا‘ اس لئے ان کے تہواروں میں اس خرابی کے ہونے کے پورے امکانات تھے بہرحال غالباً" ان ہی حکمتوں کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تہواروں کی جگہ عیدین کی تشریع فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے ان سے دریافت کیا کہ ان قربانیوں کی کیا حقیقت اور کیا تاریخ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دراصل تمہارے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے یعنی سب سے پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا حکم دیا گیا اور وہ اس حکم پر عمل کیا کرتے تھے مجھے بھی ان کی اس سنت اور اس عمل کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ مذکورہ حدیث میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا یہ واقعہ اپنی نوعیت کا ایک بالکل بے نظیر اور انوکھا واقعہ ہے۔ جس کے سامنے عقلیں حیران ہیں‘ نگاہیں خیرہ ہیں‘ یہ واقعہ عشق و ایثار و قربانی اور اطاعت و استسلام کی آخری قابل تصویر مثال ہے‘ ذات الٰہی کو یہ واقعہ ایسی بھایا کہ اس کو تاابد رسم عاشقی قرار دے دیا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک بچہ عطا فرمایا جب وہ بچہ کچھ سیانا ہو گیا ان کے ساتھ کچھ چلنے پھرنے لگا باہر آنے جانے لگا‘ اس وقت اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبت اور اطاعت و تسلیم کا امتحان لیتا ہے‘ ان کو اشارہ ہوتا ہے کہ اپنے اس بیٹے کو اللہ کی خاطر اس کے حکم کی اطاعت میں ذبح کر دیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم کا ذکر اپنے بیٹے سے کیا‘ اس سعادت مند بیٹے نے بغیر کسی ادنیٰ ہچکچاہٹ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو لیکر چلتے ہیں اور اب وہ بات پیش آتی ہے جس کے سامنے عقلیں حیران ہیں‘ ایمان اور محبت الٰہی اپنا کرشمہ دکھاتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام چہیتے بیٹے کو منہ کے بل لٹاتے ہیں اور باپ اپنے لخت جگر‘ بڑھاپے کے سہارے اور عزیز از جان بیٹے کی گردن پر چھری چلا دیتا ہے‘ امتحان

عبودیت و عشق ختم ہوتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام اس میں کامیاب قرار پاتے ہیں۔ رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور اللہ جنت کا ایک مینڈھا بھیجتا ہے' جو بیٹے کی جگہ لٹادیا جاتا ہے اور اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دانست میں اپنے لخت جگر کو ذبح کیا تھا' لیکن درحقیقت ان کی چھری اس مینڈھے پر چلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور اس کی اطاعت و تسلیم اور محبت خداوندی پر سب کچھ قربان کردینے کی اس سے بڑی کوئی مثال نہیں ہوسکتی' حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اس کو ہمیشہ کے لئے "رسم عاشقی" اور محبت خداوندی کی علامت بنادیا قربانی درحقیقت اسی قربانی کی یادگار ہے۔

قربانی کی ابتداء:

قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کا بیج جب سے سطح دنیا پر بویا گیا ہے' اسی وقت سے یہ مبارک رسم قائم ہوئی ہے:

ترجمہ: "ان لوگوں کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سنادے ان دونوں نے قربانی کی پھر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔"

اس مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ قربانی کی ابتداء نسل انسانی کی ابتداء کے ساتھ ساتھ ہے' اور قربانی کو ایک نیا رنگ اور ایک انداز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں آیا۔ اس امت کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑا گہرا' عمیق دوررس اور بنیادی تعلق ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل دین ابراہیم علیہ السلام اور ملت ابراہیمی ہی کی تجدید و اصلاح کی تھی بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا تھا کہ وہ ملت ابراہیم کی اتباع کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے بڑا عظیم شرف بخشا ان کو رہتی دنیا تک اپنے محبوب اور برگزیدہ بندوں کا قائد و رہنما اور سرخیل منتخب فرمایا ان کی ذریت میں سلسلہ نبوت کو جاری کیا اور سب سے بڑھ کر خود خداوند قدوس نے ان کو اپنا "خلیل" قرار دیا۔ عیدالاضحیٰ ابراہیمی یادگار ہے اور یادگار صرف رنگ رلیاں منانے غیر سنجیدہ حرکتیں کرنے اور شتربے مہار کی طرح حدود و قیود کو تجاوز کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ یادگار ہے' اس لئے تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان صفات کو تازہ کیا جائے' اپنی زندگی کے اندر ان کو پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

عیدالاضحیٰ ابراہیمیؑ یادگار ہے تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفات کو تازہ کیا جائے اور اپنی زندگی کے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

عیدالاضحیٰ کی تشریع اور اس کے مخصوص اعمال کا انتخاب کوئی اتفاقی امر نہیں تھا' بلکہ اپنے پس منظر میں اور خاص انداز کی وجہ سے وہ پیغام و معانی ایک ذخیرہ رکھتا ہے۔

عیدالاضحیٰ ایثار و قربانی کے عہد کی تجدید کرتا ہے۔ جیسے قرآن پاک میں ارشاد ہے:

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنتہ

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے یہ معاہدہ کرلیا ہے کہ وہ اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کردیں گے' اور اس کے عوض اللہ تعالیٰ ان کو جنت نصیب فرمائے گا۔"

یہ آیت ایک معاہدے کی طرف دلالت کرتی ہے کہ سارے مسلمان اپنا سب کچھ اللہ کے ہاتھ بیچ چکے۔ اب ان کی جان و مال' ان کے رشتے' ان کی محبتیں' سب اللہ کی ہیں وہ اس کی راہ میں ہی خرچ ہونے کے لئے ہیں اور جب یہ اس کی ہیں تو اس کی طلب پر ان سب کو قربان کردینا وفائے عہد کا تقاضہ ہے۔ عیدالاضحیٰ دراصل اسی عہد کی تجدید ہے اور مسلمانوں کو اسی جانب متوجہ کرتی ہے کہ ضرورت پڑنے پر وہ اپنا سب کچھ اللہ کو دے دیں اور جنت کی امید رکھیں عیدالاضحیٰ نفس میں ایثار و قربانی کے اس ابراہیمی جذبہ کو تازہ و متحرک اور پرجوش و پرسوز بناتی ہے۔ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی قربانی پر آمادہ کرلیا تھا' جس نے ان سے وطن چھڑوایا' باپ اور خاندان سے قطع تعلق کروایا' آگ میں بے خطر کودنے کی ہمت پھونکی اس عہد میں گویا یہ عہد کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی دی جائے گی اور اس میں کسی بخل سے کام نہیں لیا جائے گا۔ عیدالاضحیٰ ابراہیمی صفات کی دعوت ہے۔ عیدالاضحیٰ یہ یقین دلوں میں جاگزیں کرتی ہے کہ ساری کائنات صرف اللہ کی ہے' اس کے ہی قبضہ و اختیار میں ہے' اس کے ہی اشارہ کی غلام ہے' اس کی ملکیت ہے اس طرح عیدالاضحیٰ مصنوعی بادشاہوں خودساختہ نظاموں اور باطل حاکمیت کے خلاف کھلی بغاوت ہے کوئی چیز اگر اپنے حقیقی مقصد اور روح کے ساتھ زندہ ہے تب ہی اس کی قدروقیمت ہے' ورنہ وہ بس ظاہری ڈھانچہ اور شکل و صورت ہے جس کی قیمت نہیں۔

بقیہ : اعتراض

نہیں' پھانسی کی سزا سنائے گی یا کیا وہ پاکستان میں پیغمبر اسلام علیہ السلام کے خلاف گستاخی اور توہین کے لئے کھلا لائسنس طلب کررہے ہیں؟ ان میں جب کوئی بات بھی قرین قیاس نہیں تو پھر اس کی منسوخی کے مطالبہ کا آخر کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟

قربانی کے فضائل و مسائل

جناب فضل کریم کھوکھر صاحب' اسلام آباد

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا یا رسول اللہ! ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام سے جاری ہوا ہے اور یہ ان کا طریقہ چلا آرہا ہے۔" صحابہ نے عرض کیا ہم کو ان میں کیا ملتا ہے؟ فرمایا "ہر بال کے بدلہ ایک نیکی" عرض کیا اون والے جانور یعنی بھیڑ' دنبہ کے ذبح پر کیا ملتا ہے؟ فرمایا "ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملتی ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ابن ماجہ و احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بقر عید کی دس تاریخ کو کوئی بھی نیک کام اللہ کے نزدیک (قربانی کا) خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔" نیز فرمایا کہ "قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجہ قبولیت پالیتا ہے۔ لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔" (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۲۸ بحوالہ ترمذی و ابن ماجہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی صاحبزادی) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے (قربانی کے وقت) فرمایا کہ "اے فاطمہ کھڑی ہو اپنے قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کی وجہ سے تمہارے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔" حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا رسول اللہ! کیا یہ فضیلت صرف ہمارے لئے یعنی اہل بیت کے واسطے ہے یا سب مسلمانوں کے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ فضیلت ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔" (الترغیب و الترہیب للحافظ المنذری ج ۲' ص ۱۰۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرمائی۔ (مشکوٰۃ)

ان احادیث سے قربانی کی بہت زیادہ تاکید معلوم ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پابندی سے قربانی کرنے اور اس کے لئے تاکید فرمانے کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل وسعت پر قربانی کو واجب کہا ہے اور فرمایا ہے کہ صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے۔ (واجب کا درجہ فرض کے قریب ہے بلکہ عمل میں فرض کے برابر ہے)

ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دنبے بہت موٹے تازے چکنے چتکبرے خصی ذبح کئے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا نہ اس کی نظریں تمہارے مال پر ہیں بلکہ اس کی نگاہیں تمہارے دلوں پر اور تمہارے اعمال پر ہیں۔

حضور علیہ السلام کے پاس دو دنبے چتکبرے بڑے بڑے سینگوں والے لائے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لٹا کر ان کی گردن پر پاؤں رکھ کر بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا۔

صحیح حدیث میں ہے کہ جسے وسعت ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

جس کے پاس نصاب زکوٰۃ جتنا مال ہو اس پر قربانی واجب ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو چاہئے کہ اپنے بال اور ناخن سے کچھ بھی نہ کاٹے (جب قربانی کرلے تب کاٹے)

قربانی کے جانور اور ان کی عمریں:

قربانی کے جانور شرعاً" مقرر ہیں۔ گائے' بھینس' بھینسا' اونٹ' بکری' بکرا' بھیڑ' دنبہ' دنبی کی قربانی کی جاسکتی ہے ان کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں اگرچہ کتنا ہی قیمتی ہو اور کھانے میں جس قدر بھی مرغوب ہو لہٰذا ہرن کی قربانی نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح دوسرے حلال جانور قربانی میں ذبح نہیں کئے جاسکتے۔

گائے' بیل' بھینس' بھینسا' کی عمر کم از کم دو سال اور اونٹ اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال اور باقی جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا

ضروری ہے۔ ہاں اگر بھیڑ' دنبہ سال بھر سے کم کا ہو لیکن موٹا تازہ اتنا ہو کہ سال بھر والے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو فرق محسوس نہ ہو تو اس کی بھی قربانی ہوسکتی ہے بشرطیکہ چھ مہینے سے کم کا نہ ہو اگر اتنا موٹا تازہ ہو جس کا ابھی ذکر ہوا تو کسی مفتی کو دکھالیں' پھر ان کے قول کے مطابق عمل کریں۔

کیسے جانوروں کی قربانی درست ہے:

چونکہ قربانی کا جانور بارگاہ خداوندی میں پیش کیا جاتا ہے اس لئے جانور خوب عمدہ' موٹا تازہ' صحیح سالم عیبوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کی آنکھ' کان اچھی طرح دیکھ لیں اور ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان چرا ہوا ہو یا جس کے کان میں سوراخ ہو۔ (رواہ الترمذی)

مسئلہ: گائے' بیل' بھینس' اونٹ' اونٹنی میں سات حصے ہوسکتے ہیں یعنی ان میں سے ایک جانور میں سات قربانیاں ہوسکتی ہیں' خواہ ایک ہی آدمی ایک گائے لیکر اپنے گھر کے آدمیوں کے وکیل بنانے سے ان کا وکیل بن کر سات حصے تجویز کرکے ذبح کردے یا مختلف گھروں کے آدمی ایک ایک یا دو دو حصے لیکر حصے پورے کرلیں' دونوں صورتوں میں قربانی درست ہوجائے گی۔

مسئلہ: چونکہ عقیقہ بھی ثواب کا کام ہے اس لئے قربانی کی گائے یا اونٹ میں اگر کچھ حصے قربانی کے اور کچھ حصے عقیقے کے ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: یہ بات بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ' نانا' نانی' دادا' دادی کو کھانا درست نہیں اس کی اصل کچھ نہیں' اس کا حکم قربانی جیسا ہے۔

مسئلہ تکبیر تشریق: قربانی کے ایام میں تکبیر تشریق شروع ہوتی ہے یعنی ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ یہ پڑھیں:

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

مرد زور سے پڑھیں اور عورتیں آہستہ پڑھیں۔ نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے لیکر تیرہویں تاریخ کی نماز عصر تک یہ تکبیر ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جائے....... سلام پھیر کر فوراً" پڑھیں۔

مسئلہ: اگر چھ آدمی نے قربانی کا ایک حصہ لیا اور ایک شخص نے ایک حصہ گوشت کھانے یا تجارت کرنے کی نیت سے لے لیا مقصد قربانی کا ثواب لینا نہ تھا تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی اگر قربانی کی گائے میں کسی مرتد' قادیانی' بددین کو شریک کرلیا تب بھی کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہو تب بھی کسی کی قربانی درست نہ ہوگی نہ اس کی جس کا ساتواں حصہ یا اس سے زیادہ تھا نہ اس کی جس کا حصہ ساتویں حصہ سے کم تھا۔

مسئلہ: چھوٹے جانور یعنی بکرا' بکری وغیرہ میں شرکت نہیں ہوسکتی۔ ایک شخص کی جانب سے ایک ہی جانور ہوسکتا ہے۔

مسئلہ: جو جانور تین پاؤں سے چلتا ہے اور چوتھا پاؤں رکھتا ہی نہیں یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا یعنی چلنے میں اس سے سہارا نہیں لیتا تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اگر چاروں پاؤں سے چلتا ہے اور ایک پاؤں میں کچھ لنگ ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور کچھ دانت گر گئے لیکن جو باقی ہیں وہ تعداد میں گر جانے والے دانتوں سے زیادہ ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ بقرعید کے روز قربانی تک روزے سے رہے۔ یہ محض بے اصل ہے' البتہ قربانی سے پہلے کھانا نہ کھانا مستحب ہے لیکن وہ روزہ نہیں' نہ روزہ کا ثواب ہے' نہ روزہ کی نیت ہے۔

مسئلہ: بعض لوگوں سے یہ سنا گیا ہے کہ جو شخص قربانی میں حصہ لے اس کو ذوالحجہ کی پہلی تاریخ سے گوشت کھانا بند کردینا چاہئے سو یہ بھی محض غلط ہے۔

مسئلہ: قربانی تو صرف اپنی جانب سے واجب ہے۔ اپنی اولاد یا بیوی کی طرف سے یا والدین کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں۔ اگر مالیت کے اعتبار سے ان لوگوں پر الگ قربانی واجب ہوتی ہو تو ہر ایک شخص اپنی طرف سے قربانی کردے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ذمہ مسئلہ کی رو سے قربانی واجب نہ تھی یعنی اس کے پاس اتنا مال نہ تھا جس پر قربانی واجب ہوتی لیکن اس نے جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔

مسئلہ: اگر قربانی کا جانور خرید لیا پھر اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی تو اس کے بدلہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے' ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہ تھی اور اس نے ثواب کے شوق میں جانور خرید لیا تھا تو اسی کی قربانی کردے۔

مسئلہ: قربانی کے دنوں میں اگر کسی نے قربانی کا جانور خریدا اور وہ گم ہوگیا اس لئے دوسرا جانور خریدا پھر وہ پہلا بھی مل گیا تو اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق پڑا تو ایک ہی جانور کی قربانی اس پر واجب ہے اور اگر غریب آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو دونوں کی قربانی واجب ہوگئی۔

مسئلہ: شرعی مسافر یعنی جو شخص اپنے شہر یا بستی سے ۴۸ میل سفر کے ارادے سے ایام قربانی سے قبل نکلا ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہاں اگر قربانی کے دنوں میں کسی دن گھر پہنچ جائے یا کسی جگہ ۱۵ دن قیام کی نیت کرلے تو اس پر قربانی واجب ہوجائے گی۔

مسئلہ: جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں لیکن عمر اتنی ہوچکی ہے، جتنی قربانی کے جانور کی ہونی لازم ہے تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر اس کے سینگ نکل آئے اور ان میں سے ایک یا دونوں کچھ ٹوٹ گئے تو ایسے جانور کی قربانی ہوسکتی ہے۔ ہاں البتہ اگر بالکل جڑ سے اکھڑ گئے تو اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: خصی جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے بالکل افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایسے جانوروں کی قربانی فرمائی ہے۔

مسئلہ: قربانی کا گوشت آپ کھائے اور اپنے رشتے ناطے کے لوگوں کو دے، اور فقیروں، محتاجوں، کو خیرات کرے اور بہتر یہ ہے کہ کم سے کم تہائی حصہ خیرات کرے۔ خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے، لیکن اگر کسی نے تھوڑا ہی گوشت خیرات کیا تو بھی گناہ نہیں اور اگر عیالدار ہے اور سارا گھر والوں کو کھلادیا تو بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کردے یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کردے، وہ قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ وہی خیرات کرنا چاہئے اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کرڈالے اور اتنے ہی پیسے اپنے پاس سے دے دیئے تو بری بات ہے مگر ادا ہوجائیں گے۔

مسئلہ: اگر کھال کو اپنے کام میں لائے، جیسے اس کی مشک یا ڈول یا جانماز بنوالی یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ: قربانی کی کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں، خیرات ہی کرنا چاہئے۔

مسئلہ: کچھ گوشت یا چربی یا چھیچھڑے قصائی کو مزدوری میں نہ دے بلکہ اپنے پاس سے الگ دے۔

مسئلہ: اپنی خوشی سے کسی مردے کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کرے تو اس کے گوشت سے خود کھانا، کھلانا، بانٹنا سب درست ہے جس طرح قربانی کا حکم ہے۔

قربانی کا وقت:

مسئلہ: بقر عید کی دسویں تاریخ سے لیکر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے۔ جس دن چاہے قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے افضل ترین دن بقر عید کا دن ہے، پھر گیارہویں یا بارہویں۔

مسئلہ: بقر عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے۔ نماز عید پڑھ چکیں تب قربانی کریں، البتہ اگر کوئی دیہات یا گاؤں میں ہو جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی تو وہاں دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد قربانی کردینا درست ہے۔

مسئلہ: بارہویں تاریخ کا سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کردینا درست ہے، جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔

شب عید کی عبادت: جس رات کے بعد صبح کو عید الفطر یا بقر عید ہونے والی ہو اس رات کو زندہ رکھنے یعنی نمازوں میں قیام کرنے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دونوں عیدوں کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے (یعنی قیامت کے دن) خوف و گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔ (الترغیب الترہیب)

مسئلہ: دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں، رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی نہ ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی شہر کا رہنے والا اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو اس کی قربانی نماز سے پہلے بھی درست ہے۔ اگرچہ وہ خود شہر ہی میں موجود ہو لیکن جب قربانی دیہات میں بھیج دی جائے تو نماز سے پہلے قربانی کرنا درست ہوگیا۔ ذبح ہوجانے کے بعد اس کو منگوالے اور گوشت کھالے۔

مسئلہ: مالدار کو بھی قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں اور اپنے نوکر چاکر کو دینا بھی درست ہے۔ لیکن کام کے بدلے اور محنت مزدوری کے معاوضے میں نہیں دے سکتے۔ اگر کوئی نوکر غیر مسلم ہے اس کو بھی قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں بلکہ نوکر کے علاوہ بھی کوئی پاس پڑوس میں کافر گوشت طلب کرے تو اس کو بھی دینا درست ہے۔

مسئلہ: قربانی کے دنوں ہی میں جانور کی قربانی کرنا لازم ہے اگر جانور کو زندہ صدقہ کردیا تو قربانی ادا نہیں ہوئی ہاں اگر قربانی کے دنوں میں کوئی شخص ذبح نہ کرسکا مثلاً "جانور نہ ملا یا کوئی اور بات پیش آگئی تو تین دن گزر جانے کے بعد اگر جانور موجود ہے تو اس کو صدقہ کردے ورنہ کسی محتاج کو قیمت دے دے۔

مسئلہ: سات آدمی بھینس میں شریک ہوئے تو گوشت بانٹتے وقت اٹکل سے نہ بانٹیں، بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں نہیں تو اگر کوئی

حصہ کم یا زیادہ رہے گا تو سود ہو جائے گا اور گناہ ہوگا۔

مسئلہ: قربانی کے جانور کے تھنوں میں اگر دودھ آجائے اور ذبح کا وقت نہیں آیا تو تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑک دیں تاکہ دودھ اترنا رک جائے' اور اگر دودھ نکال لیا تو اس کو صدقہ کردیں۔ اسی طرح ذبح سے پہلے اگر اون کاٹ لیا تو اس کا بھی صدقہ کردیں۔

مسئلہ: جو جانور اندھا یا کانا ہو' ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا تہائی دم یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی ہو تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن کوئی چیز تناول نہیں فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ (عیدگاہ) سے واپس تشریف لے آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانی سے تناول فرماتے۔ (دار قطنی ج ۲' ص ۴۵)

مسئلہ: اتنا دبلا پتلا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ ہو' اس کی قربانی درست نہیں ہے اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلے ہونے سے کچھ نہیں' اس کی قربانی درست ہے لیکن موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔

منت کی قربانی:

مسئلہ: جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہوگیا' جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور منت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کردے' نہ آپ کھائے نہ امیروں کو دے اس سے جتنا آپ کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

وصیت کی قربانی:

مسئلہ: اگر کوئی وصیت کرکے مرگیا کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اس کی وصیت کے مطابق اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کا تمام گوشت وغیرہ خیرات کردینا واجب ہے (واضح رہے) کہ وصیت میں میت کے ترکہ کے ۱/۳ کے اندر اندر نافذ ہوسکتی ہے۔

غائب کی طرف سے قربانی:

مسئلہ: کوئی شخص یہاں موجود نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے کہنے یا خط لکھنے کے قربانی کردی تو یہ قربانی درست نہیں ہوئی اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر تجویز کرلیا گیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی۔ البتہ اگر غائب آدمی خط لکھ کر وکیل بنادے تو اس کی طرف سے قربانی کرسکتے ہیں جن کے لڑکے' رشتہ دار مشرق وسطی کے کسی دور شہر میں ہیں یا یورپ یا امریکہ میں ملازم ہیں اگر وہ لکھ دیں کہ ہماری طرف سے قربانی کردی جائے تو اس کی طرف سے قربانی کرنے سے ادا ہوجائے گی۔

ذبح کا مسئلہ:

مسئلہ: قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے اور دوسرے سے ذبح کرانا بھی جائز ہے۔ اگر دوسرے سے ذبح کرائے اور خود وہاں موجود ہو تو بہتر ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قربانی کے جانور کے قریب حاضر ہونے کا حکم فرمایا مگر عورت کو پردہ کا اہتمام کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: مسلمان کا ذبح کرنا بہرحال درست ہے' چاہے عورت ذبح کرے یا مرد' چاہے پاک ہو یا ناپاک۔ مرتد' زندیق' قادیانی' ملحد کا ذبیحہ حرام ہے ان سے ذبح نہ کرائیں نہ قربانی کے موقع پر اور نہ کسی اور موقعہ پر' اگر ان سے ذبح کرالیا تو نہ قربانی ہوگی نہ گوشت حلال ہوگا۔

مسئلہ: ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منہ قبلہ کی طرف کرکے تیز چھری ہاتھ لیکر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس کے گلے کو کاٹے یہاں تک کہ چار رگیں کٹ جائیں' ایک نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے' دوسری وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے اور دو شہ رگیں جو نرخرے کے دائیں بائیں ہوتی ہیں' اگر ان چار میں سے تین ہی کٹیں تو بھی درست ہے اس کا کھانا حلال ہے اور اگر دو ہی رگیں کٹیں تو وہ جانور مردار ہے اور اس کا کھانا درست نہیں ہے۔

مسئلہ: ذبح کرتے وقت بسم اللہ قصداً" نہیں پڑھی تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھول جائے تو کھانا درست ہے۔

مسئلہ: کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ اور منع ہے اسی طرح ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کھینچنا' ہاتھ پاؤں توڑنا' اور کاٹنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر مادہ جانور کی قربانی کی اور اس کے پیٹ سے بچہ نکل آیا تب بھی قربانی ہوگئی۔ اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کردے۔

مسئلہ: قربانی کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں اگر دل میں خیال کرلیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کردیا تو بھی قربانی درست ہوگئی' لیکن اگر یاد ہو تو دعا پڑھ لینا بہتر ہے۔

مسئلہ: جب قربانی کا جانور ذبح کردے تو اس کی جھول' رسی اور نکیل وغیرہ صدقہ کردے۔

مسئلہ: جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹادے تو یہ دعا پڑھے:

انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ○ ان صلاتی ونسکی

باقی صفحہ ۷ پر

مولانا محمد عبدالمنتقم سلہٹی

انسانی حقوق کے مغربی تصورات اور سیرت طیبہ

آج کی دنیا میں انسانی حقوق کی زبان' سب سے زیادہ توجہ کے ساتھ سنی جاتی ہے اور انسانی حقوق کے حوالے سے کی جانے والی گفتگو' سب سے زیادہ موثر گفتگو سمجھی جاتی ہے' لیکن عام طور پر انسانی حقوق کا کوئی ایسا صاف اور واضح تصور ذہنوں میں موجود نہیں ہے کہ جس سے قابل تحفظ حقوق کے تعین کی کوئی بنیاد فراہم ہوتی ہو اور حقوق و فرائض کے درمیان حد فاصل قائم کرنے کی کوئی اساس مہیا ہو سکے' اس کے کھوکھلے پن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عقلی سوچ اور ذہنی تخیل کی روشنی میں انسانی حقوق کا کوئی خاکہ متعین کرلیا جاتا ہے اور اسی کو معیار حق قرار دے دیا جاتا ہے اور پھر اسی خود ساختہ معیار پر ہر چیز کو پرکھنے کی کوشش کی جاتی ہے' حالانکہ انسانی حقوق کے تعین میں اگر عقل کی بالادستی کو تسلیم کرلیا جائے تو حقوق کے تعین کی کوئی بنیاد ہی فراہم نہیں ہوتی' کیونکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ابتدائے آفرینش سے آج تک انسانی حقوق کے بارے میں تصورات بدلتے چلے آئے ہیں۔ ایک دور میں انسان کے لئے کسی حق کو لازمی سمجھا گیا اور دوسرے دور میں اسی حق کو ناحق قرار دیا گیا مثال کے طور پر نبی کریم سرور دو عالم ﷺ جس وقت دنیا میں تشریف لائے' اس وقت انسانی حقوق ہی کے حوالے سے یہ تصور پھیلا ہوا تھا کہ جو شخص کسی کا غلام بن گیا' تو نہ صرف اس کے جان و مال مملوک ہوگئے بلکہ آقا کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ جس طرح چاہے غلام کو استعمال کرے' چاہے گردن میں طوق پہنائے اور چاہے پاؤں میں بیڑیاں ڈالے' تقریباً" سو ڈیڑھ سو سال پہلے فاشزم نے یہ تصور پیش کیا تھا کہ جو طاقتور ہے' اس کا ہی بنیادی حق ہے کہ وہ کمزور پر حکومت کرے' اور کمزور کے ذمہ واجب ہے کہ وہ طاقت کے آگے سر جھکائے۔

ذرا غور فرمایئے! غلامی کے جس تصور کو آقا کا بنیادی حق قرار دیا جاتا تھا' اسی کو آج "جاہلیت" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' کمزور پر جس حکمرانی کو طاقتور کا یکطرفہ حق سمجھا گیا' اسی کو بعد میں نہ صرف یہ کہ بدترین ظلم کے عنوان سے تعبیر کیا گیا بلکہ اب فاشزم کا نام خود گالی بن گیا ہے' انسانی حقوق کے تصورات کی اس تاریخی حقیقت کے پیش نظر یہ سوال بجا طور پر ذہن میں ابھرتا ہے کہ آج جن حقوق کو عقل کے فیصلہ پر انسانی حقوق کہا جارہا ہے' ان کے بارے میں کیا ضمانت ہے کہ وہ کل بھی تسلیم کئے جائیں گے اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی اور وہ کونسی بنیاد ہے جو اس فیصلہ کو حرف آخر قرار دے سکے؟

یہ وہ نازک سوال ہے جس کا حل پیش کرنے سے عقل انسانی عاجز ہے' کیونکہ عقل' حواس خمسہ کی طرح ایسا ذریعہ علم ہے جس کا دائرہ کار ایک مخصوص حد میں جاکر ختم ہوجاتا ہے' جیسا کہ حواس خمسہ میں سے ہر ایک کی پرواز ایک متعین حد میں رک جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک گھر کو آنکھوں سے دیکھ کر یہ علم ہوجاتا ہے کہ اس کا رنگ کیا ہے؟ لیکن صرف آنکھوں سے دیکھ کر یا ہاتھوں سے چھوکر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس گھر کو کس انسان نے بنایا ہے' بلکہ اس نتیجے تک پہنچنے کے لئے عقل کی ضرورت ہے۔ پھر آگے چل کر جو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس گھر کو کس طرح استعمال کرنا چاہئے؟ کس کام میں استعمال کرنے سے فائدہ ہوگا؟ اور کس میں استعمال کرنے سے نقصان ہوگا؟ اس سوال کا حل پیش کرنے سے عقل بھی ناکام ہوجاتی ہے' یہ اور اس قسم کے سوالات کا جواب دینے کے لئے جو ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے اس کا نام "وحی" ہے وحی انسان کے لئے وہ اعلیٰ ترین ذریعہ عقل ہے' جو اسے زندگی سے متعلق ان سوالات کا جواب مہیا کرتا ہے جو عقل اور حواس کے ذریعہ تو حل نہیں ہوسکتے' لیکن ان کا علم حاصل کرنا اس کے لئے ضروری ہے' اس لئے عقل اور مشاہدہ کا محدود دائرہ اثر ختم ہوجانے کے بعد وحی الٰہی کے شفاف چشمہ حیات سے رہنمائی حاصل کرنا ایک ناگزیر ضرورت ہے' ورنہ انسانیت' منزل مقصود کی راہ

سے کوسوں دور چلی جاتی ہے اور ہر وقت مصائب و مشکلات کے صحراء میں بھٹکتی پھرتی ہے‘لیکن اپنے سفرحیات کا وہ نشان راہ اسے نظر نہیں آتا‘جو منزل مقصود تک پہنچاتا ہو........

انسانی حقوق کے حوالے سے جو تصورات آج مغرب کی طرف سے پھیلائے جارہے ہیں‘ ان کی بنیاد بھی نری عقل پر ہے‘جس کا نتیجہ آج مغرب میں معاشرتی بگاڑ‘ جنسی انارکی اور فیملی سسٹم کی تباہی کے جس خوفناک روپ میں ظاہر ہورہا ہے‘اس نے خود مغربی دانشوروں کو حیران وششدر کردیا ہے۔

ان حقائق کے پس منظر میں اگر انسانی حقوق سے متعلق قرآن کریم کی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات واحکام کو سامنے لایا جائے تو یہ بات‘ روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ انسانی حقوق کے تعین اور تحفظ کا جو معیار‘ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ﷺ نے آج سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے وحی الٰہی کے سرچشمہ فیض سے پیش کیا تھا اور حقوق و فرائض کے درمیان جو خط امتیاز انہوں نے قائم فرمایا تھا‘انسانی عقل‘ تدریج و ترقی کے تمام مراحل طے کرنے اور مختلف نظام ہائے زندگی کا تجربہ کرنے کے باوجود‘اس کا کوئی متبادل سامنے نہیں لاسکی۔ سرکار دو عالم ﷺ کا انسانی حقوق کے سلسلے میں سب سے بڑا کنٹری بیوشن یہ ہے کہ آپ نے قابل تحفظ حقوق کے تعین کی وہ بنیاد انسانیت کے سامنے پیش کی جو ایک ایسی اتھارٹی کی طرف سے عطا فرمائی گئی ہے جس کا علم کامل کائنات کے ایک ایک ذرہ پر محیط ہے اور جو انسانوں کا بھی خالق و مالک ہے‘اور ان کی وسیع تر ضروریات کے بارے میں بخوبی واقف ہے‘اسی قادر مطلق ذات نے اپنی حکمت بالغہ سے ”وحی“ کی صورت میں جو خالص اور قطعی علم اپنے آخری نبی ﷺ پر نازل فرمایا‘ وہی علم حقیقی‘ انسانی حقوق کے تعین کے لئے واحد بنیاد اور منفرد و معیار ثابت ہوسکتا ہے‘ لیکن مغرب نے وحی الٰہی کی جگمگاتی ہوئی روشنی سے راہ نجات تلاش کرنے کے بجائے انسانی حقوق کے تعین و تحفظ کے لئے عقل کو نگران مقرر کیا اور اس پہلو پر غور نہ کیا کہ عقل کی کمزور لگام‘ خواہشات کے منہ زور گھوڑے کو کنٹرول کرنے میں ہمیشہ ناکارہ ثابت ہوئی ہے‘اور انسانی خواہشات نے صرف اس وقت فطرت کے دائرے میں رہنا قبول کیا‘ جب ان پر وحی الٰہی کی حکمرانی قائم ہوئی ہے۔

اس تاریخی حقیقت کو نظرانداز کرنے کا جو خمیازہ مغرب کو بھگتنا پڑ رہا ہے‘ اس کا اندازہ صرف ایک مثال سے ہوسکتا ہے‘ مغرب نے اپنی ”خواہش پرست عقل“ کے فیصلہ پر یہ تصور پیش کیا کہ مرد و عورت‘جس درجہ کے اختلاط پر باہم رضامند ہوں‘ اس پر کسی تیسرے کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے‘ دیکھئے! یہاں مغرب نے مرد اور عورت کی باہمی رضامندی تو دیکھ لی‘ مگر پورے معاشرے پر اس اختلاط کے اثرات کو نہ دیکھ سکا‘ جس کے نتیجے میں ناجائز بچوں کے تناسب میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے اور خاندانی نظام‘ تباہی کی آخری حدود کو چھو رہا ہے‘ جبکہ نبی کریم ﷺ نے وحی کی بنیاد پر مرد و عورت کی اس باہمی رضامندی کو بھی جرم قرار دیا ہے‘ جو معاشرے کے لئے منفی نتائج کا باعث بن سکتی ہو‘ چنانچہ آپ ﷺ نے مرد و عورت کے باہمی اختلاط کے لئے رشتہ ازدواج کے فطری اور پرمسرت تعلق کو جائز رکھا اور باقی ہر قسم کے میل جول سے منع فرمادیا۔ اسی طرح سود کے بارے میں مغرب نے یہ فلسفہ پیش کیا کہ جب سود دینے اور لینے والے آپس میں متفق ہیں‘ تو پھر تیسرے کسی کو حق اعتراض حاصل نہیں ہونا چاہئے‘ یہاں بھی مغربی عقل نے اپنی کرشمہ سازی دکھائی اور حقوق کے تعین میں صرف دو افراد کی رضامندی کو بنیاد بنایا جبکہ حضور اکرم ﷺ نے معاشرے پر بحیثیت مجموعی سود کے منفی اثرات کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی حرمت کا اعلان فرمایا۔ آج سودی معیشت کے نتیجے میں جس طرح چند مخصوص گروہوں کی اجارہ داری کے شکنجے میں پوری دنیا کے انسان کسے جارہے ہیں اس سے اسلامی تعلیمات کی صداقت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مغرب‘جس طرح انسانی حقوق کے تعین میں غلطاں و پیچاں ہے‘ اسی طرح حقوق و فرائض میں توازن قائم کرنے اور ان کے درمیان حد فاصل قائم کرنے میں بھی وہ ناکام رہا ہے‘مغرب نے حقوق و فرائض کو آپس میں ایسا خلط ملط کردیا کہ ان کے درمیان کوئی خط امتیاز قائم نہ رہا‘ لیکن وہ اپنے اس کھوکھلے فلسفے کا غلط پروپیگنڈہ اس زوروشور سے کررہا ہے کہ آج کا معاشرہ انسانی حقوق کے بارے میں مسلسل ذہنی انتشار اور فکری بے راہ روی کا شکار ہوتا جارہا ہے۔

مثلاً ”حلال روزگار کے ذریعہ اہل خانہ کی کفالت کرنا“ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی رو سے فرائض کا حصہ ہے‘جو گھر کے سربراہ پر عائد ہوتا ہے‘مگر مغرب نے روزی کمانے کے فریضے پر ”حقوق“ کا خوشنما لیبل چسپاں کردیا‘ اور اس طرح عورت کو مردوں کے شانہ بشانہ ”مساوی حقوق“ دینے کے لئے ورغلایا‘ اس دلچسپ نعرے سے عورت بیچاری بہت متاثر ہوئی اور یہ سمجھ کر خوش ہوگئی کہ اب میں مساوی حق سے بہرہور ہورہی ہوں‘ لیکن حقوق و فرائض کے اس گڈمڈ نے نتائج و ثمرات کے لحاظ سے آج جو روپ دھارلیا ہے‘اس نے گورباچوف جیسے مدبر کو یہ لکھنے پر مجبور کردیا کہ ہم نے عورت کو گھر سے نکال کر غلطی کی ہے اور اب اسے گھر

باقی صفحہ ۲۲ پر

بگاڑ جو خریدا جا رہا ہے

ساجد الاعظمی (ایم اے)' ریسرچ اسکالر دہلی یونیورسٹی' دہلی

معاشرہ تیزی سے بدل رہا ہے' خیالات و نظریات بھی بدلتے جارہے ہیں' انسانی قدریں بھی پامال ہوتی جارہی ہیں۔ فسادات اور خونریزی انسانی زندگی کا مقدر بنتے جارہے ہیں' عزت و ناموس اور شرافت و نجابت کا دامن تار تار ہوتا جارہا ہے' ادب و تہذیب کی حدیں ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرتی جارہی ہیں' ثقافت و کلچر' سماج و رواج سب کچھ ماحولیاتی دیمک کی غذا بنتے جارہے ہیں' وحدت و اخوت پر افتراق و انتشار کی گرفت مضبوط ہوتی جارہی ہے' انسانیت کا رشتہ شعور و حیاء سے ٹوٹتا جارہا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اور مزید کیا ہوگا؟ اذا فاتک الحیاء فافعل ماشئت (جب شرم و حیاء اٹھ جائے تو ہر چیز تہذیب ہے) اور ہر وہ چیز جو فطرت کو آمادہ حرب و جنگ کردے۔ جو ادب و تہذیب کو قابل نفرت بنادے' جو انسانی قدروں کو نظرانداز کردینے پر مجبور کردے' وہی شے آج معیار ترقی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ آئندہ کل معراج زندگی ہو۔

ذرا سوچئے؟ اگر کوئی شخص آپ سے کہے کہ آپ اپنے گوشہ جگر کو چند روز کے لئے ہمیں دے دیں تاکہ ہم اس کے دل و دماغ کو بگاڑ دیں اس کی فکر و سوچ کو پراگندہ و پریشان کردیں تو کیا آپ اس کو اپنا خیر خواہ تصور کریں گے؟ جواب کیا ہوسکتا ہے نہیں ان تمام چیزوں پر سنجیدگی سے غور کیجئے تو جواب یہی ملے گا کہ ہم اپنی ذمہ داری' مسئولیت' فرض اور تربیت سب کچھ بھول گئے ہیں' مگر آپ کی اس خود فراموشی کے اثرات کیا مرتب ہوں گے؟

ایک تو پیار و محبت کی آغوش میں پلنے والی وہ اولاد دنیاوی زندگی میں زحمت' اور آخرت میں مصیبت و ندامت ہی نہیں بلکہ مجرم کے کٹہرے تک پہنچانے کا سبب ہوگی' ارشاد نبوی ہے **کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ** (تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا) محاسبہ کیجئے؟ کہ کیا آپ دینی ضابطوں کے مطابق اپنے بچوں کی نگہداشت' تعلیم و تربیت اور اخلاقیات و عادات سنوارنے کے لئے سعی مشکور اور عمل مقبول کررہے ہیں یا نہیں۔

دوسرے یہ کہ رفتہ رفتہ آپ اپنی اولاد کو ایسی جگہ پہنچادیں گے جہاں پہنچ کر وہ ذہنی اور اخلاقی طور پر مفلس ہوجائے گی۔ بے کسی' کسمپرسی اس کا اثاثہ ہوگا۔ شعور و احساس' علم و آگہی سے دوری اس کا مقدر ہوگی' لادینیت اور الحادی رجحانات اس کا نقطہ نظر ہوں گے' اور پھر دین فطرت پر پیدا ہونے والے نونہال کیا بنیں گے جو ان کے ماں اور باپ چاہیں گے۔ حدیث پاک ہے **کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ وینصرانہ او یمجسانہ** (ہر بچہ دین فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے' پس اس کے والدین اس کو یہودی بنادیتے ہیں یا نصرانی بنادیتے ہیں یا مجوسی بنادیتے ہیں) اگر فہم و ادراک کا کچھ حصہ باقی ہے اگر امتیاز خیر و شر کی کچھ بصیرت و بصارت ہے اگر کچھ سوچ اور دیکھ سکتے ہیں تو مشاہدہ کرلیجئے کہ ماضی کی درخشاں تاریخ کے محافظ اور مردان خدا کی شاندار روایات کے امین' آج ساز و چنگ کے دلدادہ موسیقی اور مضراب کے شیدائی اور طاؤس و رباب کے مدوجزر میں کس طرح گرفتار ہوتے جارہے ہیں

آتجھ کو بتادوں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول' طاؤس و رباب آخر

اور یہ طوؤس و رباب آخر کیا ہیں؟ اسلاف کی عظمت و شوکت اور ان کے تسخیری کارناموں کو آخر اسلام سے عبارت ہیں۔ اسلام قوائے فکریہ کے زوال و انحطاط کی علامت ہیں' ملت اسلامیہ کی شکست و ریخت کے آفاقی اشارے ہیں۔ کیسے اور کس طرح؟ نیل و فرات کے سواحل اور اسپین و غرناطہ کے قوموں کے عروج و زوال کی طویل داستانیں خلیجوں اور جزیروں تک تلاش کرنے مت جایئے بلکہ خود شہر در شہر گھوم پھر کر دیکھ لیجئے۔ قوت فکر و عمل کا وجود و فناہی قوموں کا عروج و زوال ہے اور اس قوت فکر و عمل پر شیطانی عفریت کس طرح راہ پاتا

جارہا ہے۔

ابھی کل کی بات ہے' اور یہ حادثہ اسی ترقی یافتہ شہر کا ہے' میرے ایک عزیز نے سنایا کہ میں ایک مسجد میں دو بچوں کو قرآن پڑھا رہا تھا۔ انکے ساتھ دو نئے بچے اور آ گئے۔ میں نے ان سے پوچھا بتاؤ! تمہیں کس نے پیدا کیا۔ جواب دیا ماں باپ نے۔ پھر دوسرا سوال کیا! ہمارے پیغمبر کا کیا نام ہے؟ جواب دیا "پنڈت جواہرلال نہرو" افسوس صد افسوس ٹھہریے اور اپنے دل سے پوچھئے! کہ ان کے پاکیزہ دل و دماغ پر اللہ اور محمد کا تصور' ان کی معصوم اور شستہ زبان پر خالق کون و مکان اور شہنشاہ دوجہاں کا نام کیوں نہیں آیا۔ یہ جوابات ان بے شعور بچوں کو کس نے بتائے ہیں؟ بلاشبہ آپ کی غیرذمہ دارانہ زندگی' غیر اسلامی طور و طریقے تفریحی مشاغل اور اشغال فاسدہ نے اور آپ کی خانگی زندگی کے ان گوشوں نے جہاں سے رامائن اور مہابھارت کی نئی تاریخ جنم لے رہی ہے۔ جہاں سے بہت سی مفروضہ' من گھڑت' ہیجان خیز داستانیں آپ کے اور آپ کے لاشعور بچوں کے افکار و ذہن کو زیرو زبر کر رہی ہیں' ایک فرضی کہانی اور تصوراتی آرٹ غیر شعوری طور پر ناواقف بچوں کے دل و دماغ میں رچ بس کر اصلی اور حقیقی بنتا جارہا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ قابل عمل اور موجب تقلید ہوتا جارہا ہے۔

آپ گلی کوچوں اور شاہراہوں پر جب چاہے اپنی تربیت کا اثر دیکھ لیجئے۔ بچہ اپنی دنیا میں مست چلا جارہا ہے چلتے چلتے رکتا ہے' ہاتھوں کو فضا میں لہراتا ہے۔ قدموں کا قافیہ درست کرکے عجیب آڑے ترچھے' اتار چڑھاؤ کے ساتھ ایک دھن اور صوت ولے کے ساتھ نقل میں مشغول ہوجاتا ہے۔

بہتر تسکین دل نے رکھ لی ہے غنیمت جان کر
جو بوقت ناز کچھ جنبش ترے ابرو میں تھی

ٹی وی کی شعاعیں انسانی جسم میں کینسر کے کیڑے کو جنم دیتی ہیں جو انسانوں کے لئے موت کا پیغام ثابت ہوتے ہیں

میں ایک تقریب میں باہر کے مکان میں متعلقین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ پاس میں ایک ڈھائی تین سال کا بچہ کھلونوں سے کھیل رہا تھا اتفاقاً" گھر کے اندر کسی نے ٹی وی کا سوئچ آن کیا۔ چنگ و رباب کی دھن بجی' آواز بلند ہوئی' کھیلتا ہوا بچہ رقص کرنے لگا اور اندر جانے کے لئے بے چین ہوگیا۔ میں نے حیرت سے پوچھا کھیلتے کھیلتے اس بچہ کو کیا ہوگیا؟ جواب ملا گھر کے اندر کسی نے ٹی وی چالو کردیا ہے اور اس کی آواز اس کے کانوں تک پہنچ گئی ہے۔ یہ رقص اسی دھن کا ہے اور یہ بیتابی اسی کی آواز سے ہے۔

پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ
یہ زمانہ دکھائے گا کیا سین

اور اس سین اور مناظر نے قومی شعور اور بچوں کے شوق کو کہاں تک پہنچادیا ہے میرے رفیق محترم حضرت مولانا عبدالخالق سنبھلی استاد دارالعلوم دیوبند نے جامعہ قاسم العلوم الاسلامیہ محمد علی روڈ مراد آباد کے دوروزہ سالانہ اجلاس کے اسٹیج سے خطاب کرتے ہوئے اپنے ایک دوست کا حالیہ آنکھوں دیکھا واقعہ سنایا کہ میں لکھنؤ میں ایک صاحب کی بچی کو قرآن پڑھانے جاتا تھا۔ ایک روز بچی نے کہا کہ آج ہم قرآن نہیں پڑھیں گے' آج مہابھارت سیریل آرہا ہے۔ اسے دیکھیں گے' انہوں نے بہت سمجھایا' لیکن وہ بچی نہ مانی اور ٹی وی دیکھنے چلی گئی' جیسے ہی اس نے ٹی وی چالو کیا' ٹی وی کی شعاؤں سے اس کی بینائی متاثر ہوئی اور آنکھوں کی روشنی جاتی رہی۔ یہ بات قابل افسوس تو ہے مگر قابل تعجب نہیں۔

ڈاکٹر اے۔ مل گروبے جو شعاعوں کے ماہر سائنس دانوں میں سے تھا کینسر کی بیماری میں مبتلا ہوکر مرا۔ اس نے اپنی موت سے چند منٹ پہلے کراہتے ہوئے یہ کہا تھا کہ ہر گھر کے ٹیلی ویژن سیٹ سے نکلنے والی مہلک شعاعیں ہماری راہ دیکھ رہی ہیں۔

یہ شعاعیں انسانی جسم میں کینسر کے کیڑے کو جنم دیتی ہے' جو انسانی زندگی کے لئے موت کا پیغام ثابت ہوتے ہیں۔ اسی لئے ٹی وی انڈسٹریز میں کام کرنے والوں کو شعاعوں کے مہلک جراثیم اور ان کے خطرات سے آگاہ کردیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو شعاعوں کے مہلک خطرات سے محفوظ رکھ سکیں' اور اسی کے ساتھ ان سے یہ عہد بھی لیا جاتا ہے کہ لوگوں کو اس کے مضر اثرات کا علم نہ ہو۔ ورنہ ٹی وی انڈسٹریز پر اس کے غلط اثرات مرتب ہوں گے۔ مگر افسوس! سب کچھ جانتے ہوئے ہم اس مہلک جراثیم' خطرات' کینسر اور بگاڑ کو خریدتے ہیں۔ مکانوں اور دکانوں کو سجاتے ہیں' پھر اپنی اور اپنے بچوں کی جسمانی اور اخلاقی قدروقیمت ٹی وی کی اسکرین پر قربان کردیتے ہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ ان سب کے باوجود خود کو ترقی یافتہ' اپنے بچوں کا مربی' محسن اور سچا ہمدرد سمجھتے ہیں۔ سوچئے جب ہم کی شعور و احساس کی منزل ہے تو مستقبل کا کیا ہوگا؟ جگر کے اس شعر میں شاید کچھ اشارہ مل جائے۔

ارباب ستم کی خدمت میں اتنی سی گزارش ہے مری
دنیا سے قیامت دور سہی' دنیا کی قیامت دور نہیں

○

عبدالماجد لیکچرار مانسہرہ

قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں قادیانیوں کا طریقہ واردات

یہ معروضات امانت کے طور پر سپرد قرطاس کررہا ہوں تاکہ میرے مسلمان طلباء و طالبات یونیورسٹیوں اور کالجوں میں قادیانیوں کے مکرو فریب اور دام ہم رنگ زمین سے بچ کر اپنی سب سے قیمتی متاع یعنی حقیقی اسلام کو محفوظ و سلامت رکھ کر آخرت میں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ ور ہو سکیں۔ کچھ عرصہ قبل راقم الحروف نے قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں ایم ایس سی اور ایم فل کیا ہے۔ وہاں چار سال قیام کے دوران قادیانیت کا حقیقی روپ سامنے آیا۔ ہوا یوں کہ ہزارہ کے کچھ طلباء و طالبات ایک دن ڈیپارٹمنٹ میں قادیانیوں کی تعریفیں کررہے تھے اور کہنے لگے کہ بڑے اخلاق والے لوگ ہیں اور بظاہر کافر نظر نہیں آتے میں نے وجہ پوچھی اور حقیقت حال جاننے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ کچھ قادیانی طلبہ نے مذکورہ طلباء و طالبات کی اپنے گھر پہ دعوت کی۔ خوب کھانا کھلایا، کافی تحائف سے نوازا، آخر میں بڑے غیر محسوس طریقے سے مدعوئین کو کہا "دیکھیں جی ہم تو مسلمان ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا ایمان ہے۔ ہم تو صرف مرزا صاحب کو بزرگ سمجھتے ہیں، یہ صرف مولویوں کی تنگ نظری ہے کہ ہمیں کافر قرار دے رہے ہیں۔" مجھے اصل بات سمجھ آگئی دوسرے دن راقم ختم نبوت پر کچھ پمفلٹ لے گیا اور مرزا غلام احمد کے ۳۰ جھوٹ رسالہ مذکورہ سے دکھائے۔ اور اسی طرح اس کے ۳۰ دعوے کہ میں آدم ہوں، نوح ہوں، ابراہیم ہوں، موسیٰ ہوں، مریم ہوں، عیسیٰ ہوں اور آخر میں کہتا ہے کہ احمد محمد ہوں۔ وہ طالبات و طلباء حیران ہو کر کہنے لگے یہ مرزا جس کو یہ لوگ بزرگ ولی اور نبی مانتے ہیں یہ ایک صحیح انسان ہونے کے لائق نہیں۔ اس کے بعد راقم نے کئی رسالے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے طبع کردہ ان کو دیئے اور ان پر سے قادیانیت کے اثرات ختم ہوئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ قادیانی طلبہ کافی عرصہ سے دعوتیں کرکے مسلمان طلبہ و طالبات کے ذہنوں کو خراب کرتے ہیں اور علماء حقہ کو بدنام کرکے اپنا وار کارگر بناتے ہیں۔

○ دوسرا طریقہ واردت یہ ہے کہ کچھ اساتذہ (پروفیسرز) قادیانی ہیں یا قادیانی نواز ہیں وہ بھی خفیہ طور پر طلباء و طالبات کو دعوت قادیانیت دیتے رہتے ہیں۔

○ تیسرا طریقہ یہ بھی وہاں پر آزمایا جاتا ہے کہ قادیانی طلباء و طالبات بڑے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑے اچھے طریقے سے نوآمد طلبہ و طالبات کو خوش آمدید کہہ کر ان کی رہائش کا انتظام کرتے ہیں بلکہ مختلف علاقوں سے قادیانی یا قادیانیت سے متاثر طلبہ و طالبات کے نام پہلے ہی وہاں قادیانی طلبہ کی تنظیم کو بھجوادیئے جاتے ہیں تاکہ وہ ان طلباء کے ذہن میں قادیانیت کو مزید راسخ کریں۔

○ ہر یونیورسٹی یا ادارے میں ان کی بڑی منظم تنظیم ہوتی ہے اور اس کے سربراہ کا نام "زعیم" رکھا ہوتا ہے اور ان کے تمام کاموں کی نگرانی کرتا ہے۔ میرے قیام کے دوران وہاں ان کا ہیڈ ایک ایم فل کا لڑکا برہان الدین تھا۔ اس کے ساتھ ایک اچانک اس طرح ملاقات ہوئی کہ ہم گشت کررہے تھے۔ ہم نے اسے اسلام کی دعوت دی اور ختم نبوت کے عقیدے کا ذکر کیا اس نے فوراً" کہہ دیا مرزا صاحب کی نبوت قرآن سے ثابت ہے۔ ہم اس کے کمرہ میں بیٹھ گئے (میرے ساتھ عبدالرحمن صاحب یونیورسٹی کے تبلیغی جماعت کے ذمہ دار تھے) تقریباً" دو گھنٹے تک بات ہوئی۔ ہم نے اسے کہا کہ کس طرح مرزا صاحب کی نبوت قرآن سے ثابت ہے وہ اندر سے ایک تفسیر لے آیا اور سورۃ الجمعہ کی آیت **واخرین منھم لما یلحقوابھم** کا حوالہ دیا اور کہا اس سے مراد مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس نے لکھا ہے۔ اس نے کہا کہ مرزا کی تفسیر میں یہ بات موجود ہے اور اس کی تفسیر دکھائی۔ راقم نے کہا الحمدللہ میں نے علماء کرام سے اور اپنے والد محترم سے ترجمہ پڑھا ہے اس آیت کا ترجمہ و تفسیر وہ نہیں جو مرزا یا تم کہہ رہے ہو۔ اور چیلنج کیا آؤ عربی، انگلش، اردو تمام زبانوں کی تفسیریں جمع کرکے دیکھیں کہ مرزا کے علاوہ کسی اور نے بھی اس آیت کا مصداق مرزا کو قرار دیا ہے یا نہیں؟ مرزا خود اگر اس آیت کا مصداق بنتا ہے تو تنہا اس کی یہ دلیل کافی نہیں، پھر بعدازاں ہم نے اسے حقیقی اسلام کی دعوت دی اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کے رسالہ "شناخت" کی روشنی میں اس سے چودہ سوالات کئے، کچھ جوابات دینے کی کوشش کی لیکن اکثر سوالات پر وہ لاجواب ہوگیا اور لاعلمی

کا اظہار کیا۔

○ ایک دن راقم ختم نبوت (اسلام آباد) کے دفتر سے بہت سا ختم نبوت پر لٹریچر لا رہا تھا۔ گاڑی میں میرے ساتھ ایک صاحب (مہمان) بیٹھ گئے۔ انہوں نے پوچھا تو میں نے کہا یہ ختم نبوت پر لٹریچر ہے اور قادیانیوں پر اپنی حیرانی کا اظہار کیا کہ پڑھے لکھے ہونے کے باوجود اس پاگل یعنی مرزا کو نبی مانتے ہیں۔ اس شخص کے پاس ایک بڑا بیگ تھا' بعد میں علم ہوا کہ وہ بھی قادیانیت کا مبلغ تھا اور یونیورسٹی میں قادیانیوں کو لٹریچر پہنچانے آیا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد راقم نے تمام طلبہ کی دینی تنظیموں سے وہاں رابطہ کرکے وائس چانسلر کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ دینی لحاظ سے تو قادیانی پہلے ہی کافر تھے۔ اب تو آئینی و قانونی لحاظ سے بھی یہ کافر ہیں اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس (۱۹۸۴ء) کے مطابق یہ لوگ کسی طرح تبلیغ نہیں کرسکتے جبکہ قادیانی طلبا و طالبات یہاں مختلف طریقوں سے قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ چنانچہ وائس چانسلر نے انہیں تبلیغ سے باز رہنے کو کہا۔ (اسوقت جناب دلیر خان صاحب وائس چانسلر تھے)

○ ایک اور حربہ قادیانی طالبات نے یہ اپنایا ہوا ہے کہ برقعہ پہنتی ہیں (جبکہ ہماری تمام مسلمان طالبات کو شرعی پردہ کرنا چاہئے) اور کہتی ہیں کہ ہم حقیقی مسلمان ہیں اور پھر مسلمان طلبہ کو غیر شعوری طور پر (دوستی) کے ذریعے دعوت دیتی ہیں اور اس کا شاہد میں خود ہوں کہ میرے ایک قریبی دوست کو ایک قادیانی لڑکی قریب تھا کہ اپنے چنگل میں پھنسا لیتی لیکن اس پر اللہ کا فضل ہوا کہ اس نے پوری بات ہمیں بتادی اور براہین احمدیہ جو کہ لڑکی نے بطور تحفہ کے اسے دی تھی۔ راقم نے مطالعہ کرکے اور بعض عبارتیں (نشان زدہ) کرکے دوست کے ذریعے اس لڑکی پر سوال کرائے وہ لاجواب ہوکر دوستی سے باز آئی ورنہ تو اس نے میرے دوست کو شادی کی دعوت دی تھی اور لیبارٹری میں برقعہ وغیرہ آتار کر اپنے حسن کے دام میں اس کو پھنسانا چاہتی تھی۔ (اللھم احفظنا من و بلیم)

آخری گزارش: اور کئی باتیں ہیں لیکن طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور اسلام آباد کے ختم نبوت کے ذمہ دار حضرات اور تمام مسلمان طلبہ و طالبات اور مسلمان پروفیسرز ڈاکٹرز یونیورسٹی مذکورہ سے گزارش کرتا ہوں کہ یونیورسٹی مذکورہ پر کڑی نگاہ رکھیں اور گاہے بگاہے وہاں ختم نبوت پر لیکچرز کا اہتمام کریں (کیونکہ وہاں کثیر تعداد قادیانیوں کی ہے) تاکہ طلبا و طالبات قادیانیوں کے دام فریب اور چنگل سے بچ سکیں۔ کیونکہ یہ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ خصوصاً "یونیورسٹی کے مسلمان طلباء و طالبات اور پروفیسرز حضرات کو غیرت کرنا چاہئے کہ قادیانی اپنے باطل نظریات و عقائد کی اتنے منظم طریقے سے تبلیغ کرتے ہیں اور ہم صرف اپنی دنیاوی پڑھائی میں مصروف ہیں' وہاں کے تمام طلبا و طالبات اور پروفیسرز اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہتے ہیں تو پھر انہیں پڑھنے پڑھانے کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کرنا ہوگا اور دلائل کے ساتھ لوگوں کو اسلام حقیقی کی طرف بلانا ہوگا ورنہ اگر ایک بھی مسلمان طالب علم یا طالبہ قادیانیوں کے چنگل میں پھنس گئی (اور ایسا ہو رہا ہے) تو تمام طلبہ و طالبات اور پروفیسرز اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیں گے' اگر آپ نے پوچھ لیا کہ "او میرے فلاں امتی میری نبوت پر ڈاکہ پڑ رہا تھا اور تو اپنے کیریئر بنانے کی فکر میں تھا اور صلح کل کا ثبوت فراہم کرنے کے لئے گونگا شیطان بنا ہوا تھا۔"

نوٹ: دفتر ختم نبوت اسلام آباد کا ایڈریس یہ ہے "دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' بی سیکٹر G-6-1-3 گلی نمبر 49' اسلام آباد" فون نمبر 829186

○

بقیہ: مغربی تصورات

واپس لیجانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا۔

رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات کی رو سے حکومت و اقتدار ایک نازک ذمہ داری ہے' اس ذمہ داری کی سنگینی اور نزاکت کے بارے میں آپ نے قدم قدم پر خبردار کیا ہے' جس کا خوشگوار ثمرہ' حکمرانوں میں احساس ذمہ داری اور خدا خوفی کی صورت میں ظاہر ہوا' اور لوگ اقتدار کی دوڑ میں شریک ہونے کے بجائے اس سے بچنے میں عافیت محسوس کرنے لگے' مگر مغرب نے اقتدار کو حقوق انسانی کی فہرست میں شامل کیا' جس کا منطقی انجام حکمرانوں میں خود غرضی' نفس پروری اور ہوس پرستی کی ہولناک صورت میں سامنے آیا اور لیلائے اقتدار تک پہنچنے کے لئے ہر جائز و ناجائز حربے کو زینہ بنالیا گیا۔

ان چند مثالوں سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ مغرب نے نہ انسانی حقوق کے تعین کی کوئی بنیاد فراہم کی' اور نہ حقوق و فرائض کے درمیان کوئی خط امتیاز قائم کیا' جس کے نتیجے میں انسانی معاشرہ کو فکری اور عملی دونوں اعتبار سے تباہی و بربادی کا سامنا ہے' جبکہ حضور اکرم ﷺ نے انسانی حقوق کی حقیقی بنیاد فراہم کی' اور انسانیت کو وحی الٰہی کے شفاف اور خوش ذائقہ چشمہ حیات کی طرف رہنمائی فرمائی۔

○

اَخبارِ ختمِ نبوّت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس

کوئٹہ (خصوصی رپورٹ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس صوبائی امیر مولانا محمد منیرالدین کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں شوریٰ کے رکن مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا انوارالحق حقانی مفتاح العلوم کے شیخ الحدیث مولانا عبدالباقی جامع مسجد طوبیٰ کے خطیب مولانا قاری محمد حنیف' مولانا امام اللہ مینگل' مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی' مولانا حسین احمد اسٹیل مل کراچی' مولانا عبدالعزیز جتوئی' قاری محمد اکبر' حاجی تاج محمد فیروز' حاجی نعمت اللہ خان حاجی خلیل الرحمٰن ملک' سعید حسن' حافظ خادم حسین گجر اور دیگر رہنماؤں نے شرکت کی۔

اجلاس میں ملک میں بالخصوص بلوچستان میں قادیانیوں کی جارحانہ تبلیغی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا کہ وہ صوبہ کے پرامن حالات کو خراب کرنا چاہتے ہیں اور مسلمان نوجوانوں کو ارتداد کی طرف راغب کرتے ہیں اپنے گھروں میں ڈش انٹینا دیکھانے کی دعوت دیتے ہیں اور ہر جمعہ کو اپنی عبادت گاہ میں مسلمان نوجوان کو زبردستی لے جاتے ہیں اس لئے حکومت قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھے اگر مسلمانوں نے ملکی اور دینی حمیت کا ثبوت دیا اس کے نتائج کی تمام تر ذمہ داری قادیانیوں پر عائد ہوگی۔ اجلاس میں ایک قرارداد میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ قادیانیوں کو ملکی آئین کا پابند بنائے قادیانیوں نے حالیہ مردم شماری میں خود کو الگ تھلگ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے یہ اقدام ملک کے آئین سے انحراف اور قانون سے غداری ہے اس کا محض مقصد یہ ہے کہ قادیانی دنیا سے اپنی تعداد مخفی رکھنا چاہتے ہیں اجلاس نے مردم شماری میں فرائض انجام دینے والے عملہ سے اپیل کی کہ وہ قادیانیوں کا اندراج ضرور کریں اور قادیانی لاہوری خانہ میں کریں۔

اجلاس نے ایک قرارداد میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ موجودہ حکومت ۱۹۷۳ء کے آئین کی اوور ہالنگ کرنا چاہتی ہے۔ ایسا محسوس ہورہا ہے کہ حکومت امریکہ' یہودی اور قادیانی لابی کے دباؤ کی وجہ سے آئین میں اسلامی دفعات کو یکسر ختم کرنا چاہتی ہے۔ یا غیر موثر بنانا چاہتی ہے بالخصوص قادیانیوں کے بارے میں ۱۹۷۴ء کی متفقہ آئینی ترمیم اور توہین رسالت کے قوانین کو ختم کرنا چاہتی ہے اس لئے دینی جماعتوں اور علماء کرام کا فرض ہے کہ وہ حکومت کے اس اقدامات کی کڑی نگرانی کریں اور عامۃ المسلمین کو باخبر رکھیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کی قراردادیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی اپیل پر صوبہ بھر کی مساجد میں قراردادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے اور مردم شماری میں حصہ نہ لینے پر ان کی شہریت منسوخ کردی جائے صوبائی دارالحکومت کی سینکڑوں مساجد کے علاوہ ژوب' لورالائی' چمن' پشین' زیارت' قلعہ سیف اللہ' چھ ڈھاڈر' سبی' اوستہ محمد' ڈیرہ اللہ یار' ڈیرہ مراد جمالی' ہرنائی' مستونگ' قلات' خضدار' نوشکی' تفتان' پنجگور' تربت اور گوادر کی سینکڑوں مساجد میں نماز جمعۃ المبارک میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ امریکہ اور مغرب کی خوشنودی کے لئے آئین میں موجودہ اسلامی دفعات کو نہ چھیڑا جائے کیونکہ موجودہ حکومت آئینی ترامیم کے پیکج کے عنوان سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کی اوور ہالنگ کا کام شروع کیا ہے' پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کے لئے بین الاقوامی دباؤ دن بدن بڑھ رہا ہے خدشہ ہے کہ کہیں آئینی ترمیم کے پیکج کی آڑ میں ملک کے دستور میں شامل اسلامی دفعات کو ختم کرنے یا غیر موثر بنانے کی کوئی سازش کامیاب نہ ہوجائے۔ یہ اجتماع حکومت کو انتباہ کرتا ہے کہ آئین رسالت کے قانون اور قادیانیت سے متعلق آئینی ترامیم ختم کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ مسلمان چاہے کتنا ہی گناہگار ہو وہ ختم نبوت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرے گا۔ دوسری قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ مردم شماری میں حصہ نہ لینے والے قادیانیوں کی شہریت منسوخ کی جائے۔ ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی منتخب اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم

اقلیت قرار دیا قادیانیوں نے اب تک اس فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور وہ اب تک مردم شماری اور ووٹر لسٹوں میں اپنا نام مسلمانوں کی فہرست میں درج کراتے ہیں۔ اس سے ایک تو ان کی آبادی کا تناسب معلوم نہیں ہوتا اور دوسرا مسلمان بن کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں جو آئین پاکستان کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ اس لئے عامۃ المسلمین کا فرض ہے کہ وہ اپنے علاقوں میں کڑی نگاہ رکھیں کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی فہرست میں نام درج نہ کرانے دیں بلکہ ان کا اندراج غیر مسلموں کی فہرست میں کرائیں حکومت مردم شماری میں حصہ نہ لینے والے قادیانیوں کی شہریت منسوخ کرے۔

کوئٹہ میں یوم شہداء ختم نبوت منایا گیا

کوئٹہ (نمائندہ خصوصی) مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ میں ۶ مارچ کے جمعۃ المبارک کو صوبہ بھر میں آئین کے تحفظ کے لئے مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔ ۱۳ مارچ کے جمعۃ المبارک کو یوم شہداء ختم نبوت منایا گیا اور بالخصوص نماز جمعہ کے اجتماعات میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت قادیانیوں میں مردم شماری میں حصہ لینے کے لئے مجبور کرے اور عوام الناس کو تلقین کریں کہ قادیانی غیر مسلموں کو مسلمانوں کی فہرست میں نام درج کرنے سے روکیں جمعہ کے اجتماعات میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت' شہداء ختم نبوت کے کارکنوں اور مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا۔

تحصیل پسرور کے مجسٹریٹ کا مرزائی مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرنے کا فیصلہ

پنڈی بھاگو سیالکوٹ (نمائندہ خصوصی) پنڈی بھاگو جو کہ تحصیل قصور میں واقع ہے۔ مسلمانوں کے قبرستان میں مرزائی مردے دفن کرتے تھے۔ مولانا فقیر اللہ اختر مرکزی مبلغ گوجرانوالہ کی دیرینہ کوششوں سے مقامی مسلمان' مرزائیوں کے کفریہ عقائد سے آگاہ ہوئے' پیر شبیر احمد گیلانی صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنڈی بھاگو کے بھرپور تعاون سے مولانا موصوف نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور حکومت پاکستان کے آئینی فیصلوں سے لوگوں کو آگاہ کیا اور رسول آخرین محمد عربی ﷺ سے سچی محبت کے تقاضوں کو پورا کرنے پر زور دیا' مسلسل جمعہ کے بیانات ہوئے' مسلمانوں کے قبرستان میں مرزائی مردے دفن کرنے کا مسئلہ عدالت تک پہنچا۔ بالآخر تحصیل پسرور کے مجسٹریٹ صاحب نے آئین پاکستان کے مطابق مسلمانوں کے قبرستان میں مرزائی مردے دفن نہ کرنے کا فیصلہ دیا۔ بعد ازاں مقامی لوگوں نے ۲۱ مارچ ۹۸ء کو ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا اعلان بھی کیا۔

جبار کارپیٹس
ڈیلرز
زینت کارپٹ • مون لائٹ • پاک پنجاب کارپٹ
لیونائیٹڈ کارپٹ • ویلنس کارپٹ • اولمپیا کارپٹ
PH:6646888-6647655
FAX:092-21-521503
مساجد کیلئے خاص رعائت
۴۔ این آر ایونیو نزد جبری پوسٹ آفس بلاک بجی
برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

فوجی شوگر مل کھوسکی میں قادیانیوں کی شرارتیں

بدین (مولانا عبدالحمید) فوجی شگر مل کھوسکی میں مبینہ قادیانی جنرل مینیجر کی تقرری کے بعد قادیانیوں کی سرگرمیوں میں بے پناہ اضافہ ہوگیا ہے اور علاقے کے قادیانیوں نے بال و پر نکالنے شروع کردیئے ہیں۔ اور خصوصاً مل کی تمام مشنری کو قادیانیت کی تشہیر کے لئے وقف کردیا گیا ہے، علاقے کے زمینداروں میں صرف اور صرف قادیانیوں کی سفارش سے ہی کھاد، قرض، چینی، اور ڈیزل دیا جاتا ہے اور مسلمانوں کو اپنے جائز کاموں کے لئے بھی قادیانیوں کی سفارش پر مجبور کیا جاتا ہے اور حتیٰ کہ کسی کی تقرری، ترقی تنزلی اور قرض کھاد چینی اور ڈیزل کی ادائیگی کے لئے صرف کسی قادیانی کی سفارش ہی حرف آخر ہے۔ اور معمولی بہانے پر مسلمانوں کو نکال کر قادیانیوں کی آمد کی راہ ہموار کی جارہی ہے۔ اور خصوصاً انڈسٹری کی گاڑیاں جو کہ قانوناً صرف مل ہی کے کاموں کے لئے استعمال کی جاتی ہیں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے وقف کردی گئی ہیں۔ اور جو قادیانی کسی بھی وقت چاہے مل کی گاڑی استعمال کرسکتا ہے اور عید اور جمعہ کے ایام میں مل کی گاڑیاں غیر قانونی طور پر قادیانیوں کی عبادت گاہوں تک لوگوں کو دور دراز سے لاتی ہیں۔ اور ستم بالائے ستم کہ مل کے ٹرانسپورٹ مینیجر راجہ سردار احمد نے اس کفریہ تبلیغ کے لئے گاڑیاں غیر قانونی طور پر دینے سے انکار کردیا تو اس کو فوراً تبدیل کرکے اس کی جگہ اپنے چہیتے کو بھرتی کردیا اور اب ضلع تھر کا علاقہ جو قادیانیت کے لئے غیر تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے انتہائی موزوں ہے اور وہاں آمد و رفت کا کوئی ذریعہ نہیں۔ مل کی گاڑیوں کو پندرہ پندرہ دن تک قادیانیت کی تشہیر کے لئے وہاں بھیج کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کیا جاتا ہے۔

مردم شماری اور قادیانیت کا فریب

قادیانی مسلمانوں کو ڈسنے گمراہ کرنے اور زندقہ کے راہ پر لگانے کا کوئی حربہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اور مردم شماری میں ان کا دجل اس طرح آشکار ہوا کہ قادیانیوں نے اپنی اکثریت جتلانے کے لئے مذہب کے خانے پر قادیانی لکھوانے کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دیں اور بالکل غیر تعلیم یافتہ علاقوں کا انتخاب کرکے مسلمانوں کو دھوکہ دیا کہ ہم تمہارا فارم پر کرکے دیتے ہیں ان پڑھ کو تو کسی پڑھے لکھے آدمی کی تلاش تھی اور وہ فارم لئے پھرتے تھے کہ کوئی پر کردے تو قادیانیوں نے مذہب کے خانہ میں قادیانی پر نشان لگوادیا اور نہ جانے کتنے ان پڑھ مسلمانوں کو قادیانی ظاہر کیا گیا۔ اور ستم یہ کہ مسلمان بھی ان کے ہمنوا بنے رہے۔ اسی طرح کھوسکی میں جو کہ تقریباً ۵ ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے، میں صرف ایک ۱۷ گریڈ کے افسر ڈاکٹر ابراہیم بھوت کا ہیلپر جو خود بھی غیر مسلم ہے دن بھر مسلمانوں کے شناختی فارموں پر قادیانی لکھتا رہا، اور مذکورہ ڈاکٹر ابراہیم بغیر سوچے سمجھے اس کے قادیانی ہونے کی تصدیق کرتے رہے اور مہر لگاتے رہے اور اپنی عاقبت برباد کرتے رہے شام کو چند لوگوں نے شک کی بنا پر اپنے فارم مقامی خطیب حضرت مولانا عبداللہ صاحب سندھی کو دکھائے تو اس عظیم دجل پر حیران رہ گئے اور علاقے کے لوگوں میں سخت اشتعال پھیل گیا یہ تو صرف کھوسکی کا ایک واقعہ تھا نجانے ملک بھر میں قادیانی کتنے مسلمانوں کو کافر لکھوا چکے ہوں گے، اور یہ صرف اور صرف قادیانی اپنی اکثریت ثابت کرنے کی خاطر یہ دجل و فریب کررہے ہیں اور اپنے دجال (مرزا قادیانی) کے نقش قدم پر من و عن عمل پیرا ہیں۔

عہدیداران ختم نبوت ساہیوال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے دفتر میں انتخابی اجلاس ہوا۔ اجلاس میں دیگر ارکان کے علاوہ شہر کے متقدر علماء کرام میں سے مولانا محمد ارشاد صاحب، مولانا نذیر احمد صاحب، مولانا حافظ عبدالغنی صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ اجلاس ہذا کا مقصد آئندہ کے لئے انتخابات کے ذریعہ عہدیداران کا چناؤ تھا۔ اجلاس ہذا میں متفقہ طور پر یہ تجویز منظور کی گئی کہ سابقہ عہدیداران ہی اپنے اپنے عہدوں پر باقاعدہ کام کرتے رہیں۔ عہدیداران کے نام اور عہدے یہ ہیں:

سرپرست: حاجی فیاض احمد صاحب
صدر: مولانا حافظ عبدالغنی صاحب
ناظم اعلیٰ: مولانا قاری زاہد اقبال صاحب
ناظم نشرواشاعت: مولانا عبدالباقی صاحب
ناظم تبلیغ: بلال بٹ صاحب
قانونی مشیر: شیخ محمد زکریا صاحب ایڈووکیٹ
خازن: حاجی مختار احمد صاحب

اعلان

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث

شمارہ نمبر ۴۵-۴۶ کو یکجا کیا جارہا

ہے۔ قارئین ختم نبوت اور

ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(ادارہ)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

تبصرہ کتب

نام کتاب : نورالابصار من احادیث سیدالابرارؐ (حصہ دوم)

مرتبہ : قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

ضخامت : ۱۲۲ صفحات

ہدیہ : ۴۰ روپے

ناشر : مکتبہ انوار مدینہ جامع مسجد صدیق اکبرؓ محلہ صدیق آباد (اپرچھنی) مانسہرہ

حضرت مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں بیسیوں چھوٹی بڑی کتابوں کے مولف و مرتب ہیں۔ زیر نظر کتاب میں بھی افادہ عام کے لئے مولانا موصوف نے بزرگان دین کی چہل حدیث کے مجموعوں کو یکجا ترتیب دیا ہے۔ رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو افادہ عام کے لئے جمع کرنا اور شائع کرنا یقیناً" بروز قیامت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ ہوگا۔

زیر نظر کتاب گیارہ بزرگان دین کی جمع کردہ احادیث مبارکہ ہیں جن میں چہل حدیث مرتبہ مولانا جامیؒ، چہل حدیث مرتبہ مولانا شاہ ولی اللہؒ" مولانا محمد حسینؒ" مولانا قطب الدینؒ" مولانا عنایت احمدؒ" مولانا قاری محمد اسلام، مولانا سلطان احمد سیفی، چہل حدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر اور چہل حدیث منظوم مولانا محمد مسلمؒ شامل ہیں۔ پروف ریڈنگ تسلی بخش نہیں ہے، دوسرے ایڈیشن میں پروف ریڈنگ تسلی سے کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد اسرائیل گڑنگی صاحب اور ناشرین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

اپیل دعائے صحت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما اور ہفت روزہ "ختم نبوت" کے کالم نگار حضرت مولانا عبداللطیف مسعود (ڈسکہ) چند ماہ سے علیل ہیں۔ قارئین اور احباب ختم نبوت سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

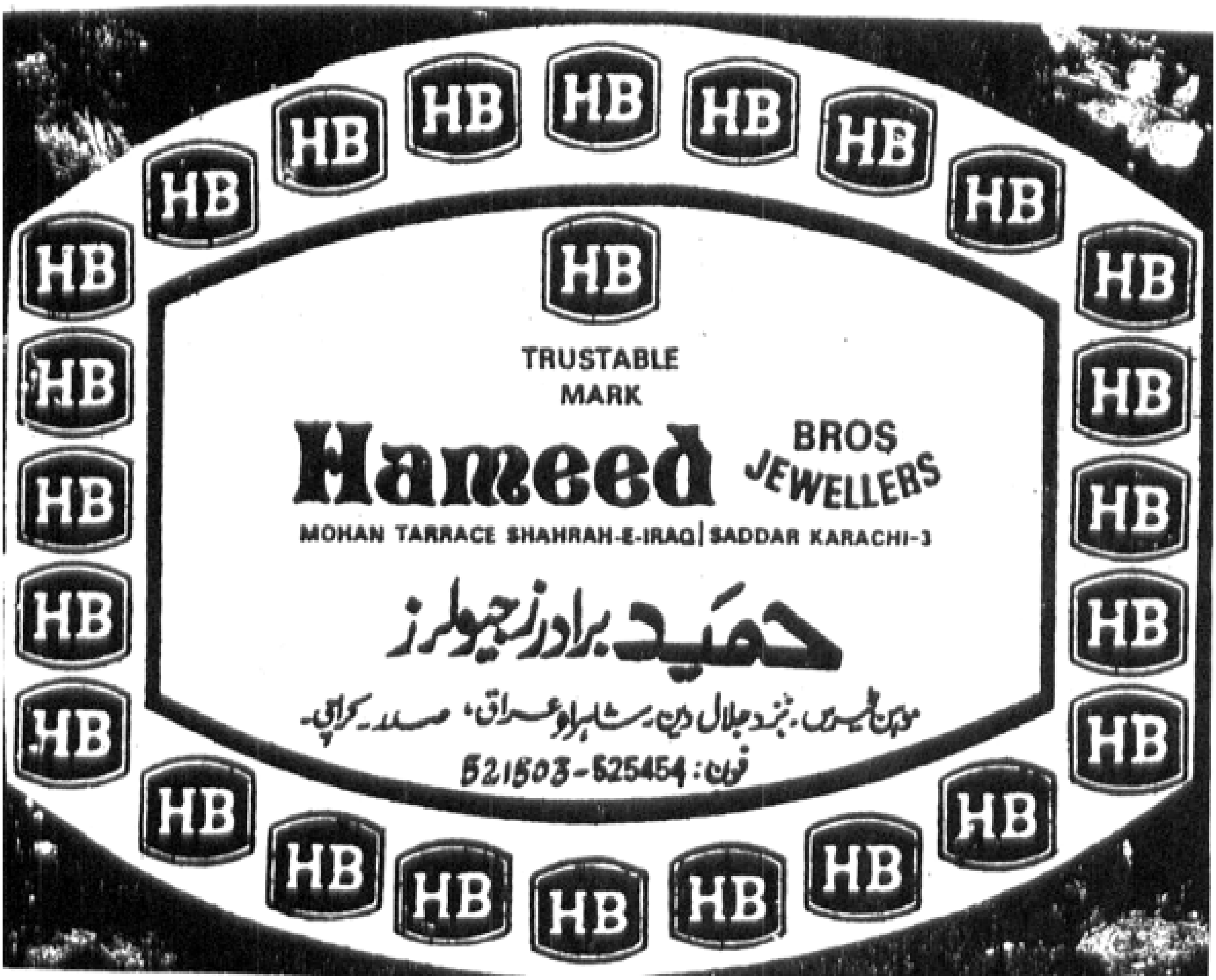

قادیانیت سے اسلام تک

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

ایسے خوش نصیبوں کی ایمان پرور فکر انگیز اور المناک داستان

- جو گمراہی اور ضلالت کے تاریک و عمیق گڑھے میں ارتداد و جہالت کی زندگی گزار کر اسلام کے پُر نور اور ابدی اُجالے میں آ گئے۔
- جو گھر کے بھیدی کی حیثیت سے قادیانیت کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔
- جس نے "جھوٹی نبوت" کے ایوانوں میں قیامت خیز زلزلہ بپا کر دیا۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔

جو اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانیت:

بے یقینیوں، مفروضوں، اندازوں، مجبوریوں، فریب کاریوں، دھوکہ دہیوں، دشنام طرازیوں، خوف و ہراس، تضاد و اضداد، اضطرابیت، بے سکونیت، الحاد و ضلالت، جہالت و وحشت، زندیقانہ، فحاشی و عریانی، قتل و غارت، غداری و تخریب، فتنہ و فساد، غدر و بغاوت، فسق و فجور، کبر و غرور، کفر و الحاد، ظلم و استبداد، نخوت و شقاوت، مصنوعی پارسائی، من گھڑت تاویلات، اسلام کی تذلیل و تکذیب، اسلام دشمن طاقتوں کا آلۂ کار، اور شرم و حیا سے عاری بدترین اخلاق باختہ جنسی سکینڈلز کا مذہب ہے۔

اظہارِ حق کی پاداش میں اِن "مظلوموں" پر مصائب کے وہ پہاڑ ٹوٹے، اگر وہ دنوں پر وارد ہوتے تو راتیں بن جاتیں۔

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب، جس کا مطالعہ وقت کا مطالبہ ہے۔

آئیے، پڑھیے اور اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے!

دیباچہ نگار

- حضرت مولانا اللہ وسایا ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل
- جناب مسکین فیض الرحمان مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن
- جناب حافظ شفیق الرحمٰن معروف کالم نگار روزنامہ "دن"
- جناب پروفیسر محمد ظفر عادل

کمپیوٹر کتابت ♦ بہترین کاغذ ♦ دیدہ زیب طباعت ♦ مضبوط جلد ♦ جدید ڈیزائننگ ♦ چار رنگا انتہائی خوبصورت ٹائیٹل ♦ صفحات: 564
قیمت /200 روپے ♦ جماعتی کارکنوں کے لیے خصوصی رعایت" قیمت صرف 100 روپے مع 20 روپے ڈاک خرچ (ترسیل بذریعہ منی آرڈر، وی پی ہرگز نہ ہوگی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان 514122

مکتبہ تعمیر انسانیت اُردو بازار لاہور
فون 7237500

REGD. NO SS-160

شیخ المشائخ خواجہ خان محمد مدظلہ امیر مرکزیہ اور حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی نائب امیر مرکزیہ کی اپیل

قربانی کی کھالیں عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی تنظیم ہے۔
○ یہ تنظیم ہر قسم کے سیاسی منا قشات سے علیحدہ ہے۔
○ تبلیغ و اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
○ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز عربی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
○ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو' عربی' انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔
○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ جرائد شائع ہو رہے ہیں۔
○ صدیق آباد (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دار المبلغین قائم ہے' جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔
○ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔
○ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین' تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
○ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرسیں منعقد کی گئیں۔ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے راہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں' زکوٰۃ' صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔
کراچی کے احباب نیشنل بینک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ نمبر 9-487 میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔

مسائل قربانی

ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے غریب اور قرضدار پر واجب نہیں

قربانی کے جانور کی عمر

بکرا' بکری ایک سال۔ گائے' بیل' بھینس' بھینسا دو سال۔ اونٹ' اونٹنی پانچ سال۔ البتہ فربہ بھیڑ' مینڈھا' دنبہ' دنبی چھ ماہ کا جائز ہے' بشرطیکہ خوب موٹا تازہ ہو۔ اگر ایک سال کے بھیڑ دنبوں میں چھوڑیں تو فرق معلوم نہ ہو۔

○ قربانی کا جانور بے عیب ہو۔ ○ خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔ ○ کان قدرتاً بالکل چھوٹے ہوں قربانی جائز ہے۔ ○ پیدائشی سینگ نہ ہوں قربانی جائز ہے۔ ○ سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے لیکن جڑ سے نہیں ٹوٹے یا خول اتر گیا لیکن اندر سے محفوظ ہے تو قربانی جائز ہے۔ ○ پیدائشی کان نہ ہوں یا تھے مگر تہائی یا اس سے زائد کٹ گئے' قربانی جائز نہیں۔ ○ جانور اندھا' کانا یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی ضائع ہو جائے قربانی جائز نہیں۔ ○ جانور کے ابتدا ہی سے دانت نہ ہوں تو قربانی جائز نہیں۔ ○ جانور کی تہائی سے زائد دم کٹ جائے قربانی جائز نہیں۔ ○ لنگڑا جانور جو تین پاؤں پر چلتا ہو یا چوتھا پاؤں گھسیٹ کر چلتا ہو' قربانی جائز نہیں۔ ○ گائے' بھینس' اونٹ میں سات آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں' اگر کوئی اکیلا کر دے تو بھی جائز ہے۔ ○ سنت ہے جب جانور ذبح کرنے کے لئے قبلہ رو لٹائے تو یہ دعا پڑھے :

انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین○

○ اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے :

اللهم تقبلمنی کما تقبلت من حبیبک محمد و خلیلک ابراهیم علیهما السلام

○ قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کریں' اندازہ سے تقسیم جائز نہیں۔ ○ حصہ دار سب مسلمان ہوں اگر قادیانی یا لاہوری' مرزائی حصہ دار ہو گا تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔ ○ مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے اگر مرزائی نے جانور ذبح کیا یا اپنی قربانی کا گوشت بھیجا تو اس کا کھانا حرام ہوگا۔ ○ قربانی کی کھال یا گوشت ذبح کرنے کے عوض دینا جائز نہیں۔ ○ قربانی کے جانور کی رسی' زنجیر وغیرہ صدقہ میں دینی چاہئے۔ ○ ذی الحجہ کی نویں تاریخ نماز فجر کے بعد سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک مقیم لوگوں کے لئے اکیلے یا باجماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز سے ایک دفعہ مندرجہ ذیل تکبیرات کہنا واجب ہے اگر امام بھول جائے تو مقتدی خود تکبیر شروع کر دیں۔

الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد

○ یکم ذی الحجہ سے لے کر قربانی سے فارغ ہونے تک قربانی کرنے والا حجامت نہ کرائے تاکہ حج کرنے والوں سے مشابہت ہو جائے۔ ○ نماز عید کے لئے گھر سے نکلیں تو تکبیرات قدرے بلند آواز کے ساتھ کہتے جائیں۔ ○ ایک راستہ سے جائیں دوسرے سے آئیں۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان شہر فون : 514122
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی فون : 7780337